عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ختمِ نبوّت

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ

جلد: ۴۱ | ۲۸ جمادی الاول تا ۷ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۸

حرمتِ سود سیمینار

ہماری ذمہ داریاں

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

طلاق کے چند مسائل

س:...... جناب مفتی صاحب! مجھے آپ سے طلاق سے متعلق مندرجہ ذیل صوتوں میں مسائل پوچھنے ہیں:

س:...... میری شادی 2002ء میں ہوئی اور میرے تین بچے ہیں۔ 2007ء میں دوسال کے لیے برطانیہ گیا اور ایک سال کے بعد ایک ماہ کی چھٹی پر واپس پاکستان آیا، چونکہ میں وہاں کی نیشنلٹی حاصل کرنا چاہتا تھا اور وہاں کے قانون کے مطابق ایک وقت میں صرف ایک شادی کی اجازت ہے، اور اگر دوسری شادی کرنی ہے تو پہلی بیوی کا طلاق نامہ ہونا ضروری ہے، لہٰذا میں نے وہاں پر پیپر میرج کی (Fromality) پوری کرنے کے لیے بیوی کو ایک طلاق دینے کا اسٹامپ پیپر تیار کیا، چونکہ میری طلاق دینے کی دل ودماغ میں کوئی نیت نہیں تھی لہٰذا پیپر پر دستخط کسی اور شخص سے کروائے۔ ایک سال بعد واپس آ کر میں اپنی بیوی سے رجوع کر کے وہ اسٹامپ پیپر پھاڑ کر بیوی بچوں کے ساتھ نارمل زندگی گزارنے لگا، کیا اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟

ج:...... صورت مسئولہ میں آپ نے چونکہ بیوی کو طلاق دینے کے لیے اسٹامپ پیپر تیار کروایا، اب اس کا مضمون چاہے آپ نے خود تحریر کیا ہو یا کسی دوسرے شخص سے تحریر کروایا ہو، اور اس پر دستخط خود کئے ہوں یا کسی دوسرے سے کروائے ہوں۔ بہرصورت اس طلاق نامہ میں درج شدہ طلاق آپ کی بیوی پر واقع ہو چکی ہے، خواہ وہ ایک طلاق ہو یا ایک سے زیادہ طلاقیں ہوں۔ ایک یا دو طلاق کی صورت میں بغیر نکاح کے رجوع کی گنجائش رہتی ہے۔ جبکہ تین طلاق کی صورت میں عورت حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے، طلاق کے الفاظ صریح طور پر استعمال کرنے میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی، بلا نیت بھی آپ کا مخاطب طلاق ہی سمجھے گا، لہٰذا اگر آپ نے ایک طلاق تحریر کرائی تھی تو آپ کی بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی۔ رجوع کرنے کے بعد آئندہ کے لیے اب آپ کے پاس دو طلاق کا اختیار باقی رہ گیا۔

س:......2018ء میں خاندان میں ایک قریبی رشتے دار فیملی کے ساتھ ناراضی کی وجہ سے بات چیت نہیں تھی۔ خاندان میں ایک شادی کے موقع پر ہمارا آپس میں ملنا ہوا تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر ان سے بات چیت کی تو تمہیں طلاق ہوگی، جو کہ حلفیہ میں نے صرف اس دورے کے لیے نیت کر کے کہا تھا۔ لہٰذا اس دورے کے دوران میری بیوی نے ان سے کوئی بات چیت نہیں کی اور ہم واپس اپنے گھر آ گئے، اور اس کے بعد اس فیملی سے معاملات درست کرنے اور ناراضی ختم کرنے کے لیے میرے ذاتی طور پر ٹیلی فونک رابطے و بات چیت شروع ہوئی اور بعد ازاں سال 2020ء میں خاندان میں دوبارہ ایک اور شادی کے موقع پر میں نے اجازت سے اپنی فیملی کو وہاں بھیجا (میں خود نہیں گیا تھا) تو میری بیوی کی اس فیملی سے ملاقات اور بات چیت ہوئی، جس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا، کیونکہ میری اس فیملی کے ساتھ صلح ہو رہی تھی اور طلاق کی شرط میں نے پہلی شادی کے موقع پر ہونے والی ملاقات میں رکھی تھی۔ دوبارہ ہونے والی ملاقات کے موقع پر ملنے جلنے و باہم گفتگو ہونے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ میری اجازت تھی، لیکن چونکہ میں نے اپنے منہ سے اپنی بیوی کو اُن سے بات چیت کرنے کی اجازت دینے کے الفاظ نہیں کہے تھے، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

ج:...... دوسری بار آپ نے طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کر دیا تھا کہ بیوی آپ کی اجازت کی بغیر نہ جائے، اور اُس نے بھی آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، بعد میں آپ نے خود اجازت دے دی۔ لہٰذا شرط کی خلاف ورزی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (باقی صفحہ ۲۶ پر)

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۲۸ رجمادی الاول تا ۷ رجمادی الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۳ تا ۳۱ ردسمبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۴۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ہفت روزہ ختم نبوت صحافتی خدمات کا تسلسل	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حرمت سود سیمینار اور ہماری ذمہ داریاں	۷	حضرت مولانا زاہد الراشدی
حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ	۱۳	ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشاؒ
ختم نبوت؛ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ	۱۶	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں	۱۸	مولانا سعد کامران
نزول عیسیٰ علیہ السلام	۲۱	مرسلہ: حافظ خرم شہزاد

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس
۳۲۷۸۰۳۴۰:
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری **مطبع:** القادر پرنٹنگ پریس **طابع:** سیّد شاہد حسین **مقام اشاعت:** جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۸ (۶ہجری نبوت کے واقعات)

۱۰:......اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کے موقع پر حق تعالیٰ کی حمد وثنا کا یہ قصیدہ کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْمَنِّ الَّذِیْ وَجَبَتْ
لَہٗ عَلَیْنَا اَیَادٍ مَالَہَا غِیَرٗ

ترجمہ:......’’اللہ پاک کا بے حد شکر ہے، وہ صاحبِ احسان ہے، اور ہم پر اس کے غیر متبدل احسانات ہیں۔‘‘

وَقَدْ بَدَأْنَا فَکَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا
صَدَقَ الْحَدِیْثَ نَبِیٌّ عِنْدَہٗ الْخَبَرٗ

ترجمہ:......’’پہلے پہل تو ہم جھٹلاتے رہے، پس اس نے ہم سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں، جو کچھ فرماتے ہیں صحیح فرماتے ہیں۔‘‘

وَقَدْ ظَلَمْتُ اِبْنَۃَ الْخَطَّابِ ثُمَّ ھَدٰی
رَبِّیْ عَشِیَّۃَ قَالُوْا قَدْ صَبَا عُمَرٗ

ترجمہ:......’’اور میں نے (اپنی ہمشیرہ فاطمہ) بنتِ خطاب (رضی اللہ عنہا) پر ظلم ڈھایا، پھر میرے رَبّ نے مجھے ہدایت بخشی، جبکہ لوگوں نے کہا: عمر بے دِین ہوگیا۔‘‘

وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ زَلَلٍ
بِظُلْمِھَا حِیْنَ تُتْلٰی عِنْدَھَا السُّوَرٗ

ترجمہ:......’’مجھے اس لغزش پر ندامت ہے کہ میں نے اپنی بہن پر ناحق ظلم کیا، جبکہ اس کے پاس سورتوں کی تلاوت ہو رہی تھی۔‘‘

لَمَّا دَعَتْ رَبَّھَا ذَا الْعَرْشِ جَاھِدَۃً
وَالدَّمْعُ مِنْ عَیْنِھَا عَجْلَانَ یَبْتَدِرٗ

ترجمہ:......’’جب اس نے اپنے عرش والے رَبّ کو خوب گڑگڑا کر پکارا اور آنحالیکہ اس کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو برس رہے تھے۔‘‘ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ہفت روزہ ختم نبوت

اکتالیس سالہ صحافتی خدمات کا تسلسل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

ہفت روزہ ختم نبوت کے سفر کو اکتالیس سال مکمل ہورہے ہیں۔ اگلے پرچے سے یہ رسالہ اپنی عمر کے بیالیسویں سال میں قدم رکھ دے گا انشاء اللہ تعالیٰ! 1982 میں جب اس نے اپنا سفر شروع کیا تھا تب کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ذرائع ابلاغ کی دنیا میں یہ نوزائیدہ پرچہ کتنی سانسیں لے پائے گا! کیوں کہ خالص دینی و مذہبی رسالہ نکالنا اور اس میں شریعت کے تمام تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا خاصا جان جوکھوں کا کام ہے اور ان صعوبتوں کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو اس اوکھلی میں سر دیے بیٹھے ہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت نے مقدور بھر کوشش کی کہ وہ اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کے تقاضوں اور قارئین کے معیار پر پورا اتر سکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت شائع ہونے والے تمام تر جرائد و رسائل، کتابیں اور لٹریچر خالصتاً تبلیغی نقطہ نظر سے سامنے لائے جاتے ہیں۔ لہٰذا قارئین اس میدان میں جماعت کے دست و بازو بن کر عقیدہ ختم نبوت کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں۔ سال بھر گھر بیٹھے آپ اس مفید رسالے سے مستفید ہوسکتے ہیں اور اپنے احباب، رشتہ داروں، عوام الناس خصوصاً ائمہ مساجد اور علما کرام و طلبہ کو بھی اس جانب متوجہ کرسکتے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اہل بیت اطہار اور جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی پاکیزہ زندگی پر معیاری و مستند مواد شامل اشاعت کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی و بین الاقوامی حالات، ملی و قومی موضوعات پر بھی فکر انگیز مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ خصوصاً تحفظ ختم نبوت، دفاع ناموس رسالت اور تردید قادیانیت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ملک بھر میں ہونے والی سرگرمیوں، مبلغین ختم نبوت کی کاوشوں، ختم نبوت کانفرنسوں، سیمیناروں، کورسوں اور تربیتی نشستوں کی کارگزاری سامنے لائی جاتی ہے جو اس دور میں تاریخ کا حصہ بنتی جارہی ہے اور آئندہ مورخ یقیناً اسے نظر انداز نہیں کر پائے گا۔

ہفت روزہ ختم نبوت کے پہلے شمارے میں بطور اداریہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ نے جو سطور رقم فرمائی تھیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج اکتالیس سالہ مدت عبور ہونے پر انہیں تازہ کرلیا جائے، تاکہ آئندہ سفر کے لیے بھی وہ رہبر و راہنما ثابت ہوں۔ چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

’’مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ (اپنی بے مائیگی اور بے سروسامانی کے باوصف) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی مقدس مشن کی علمبردار ہے:

تیغ بڑاں بہر ہر زندیق باش
اے مسلمان پیرو صدیق باش

خدام مجلس کی دعوت وداعیہ یہ ہے کہ ہروہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وعقیدت ہے، اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوّت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاول پور تشریف لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا:

’’میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا، نیز ڈابھیل جانے کے لئے پابہ رکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہؒ کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاول پور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے کہا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعۂ نجات بن جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔‘‘

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا، حضرتؒ کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ بے اختیار کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اگر حضرتؒ کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں، تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہوگی؟ اور حضرتؒ کی تعریف وتوصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے پھر مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا:

’’ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا، حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم ختمِ نبوّت کا تحفظ نہ کرسکیں۔‘‘ (نقش دوام، ص۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ’’میری چارپائی دارالعلوم دیوبند لے چلو۔‘‘ وہاں اساتذہ وطلبہ اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کا ایک بڑا مجمع تھا، حضرتؒ نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء وطلبہ کو ختمِ نبوّت کے تحفظ کی تاکیدیں فرمائیں، اور فرمایا:

’’جو شخص چاہتا ہے کہ کل فردائے قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کریں، اسے چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔‘‘

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند!

’’مجلس تحفظ ختمِ نبوّت‘‘ کا موضوع یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوّت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی وملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض و مقاصد ان شاء اللہ ’’ہفت روزہ ختمِ نبوّت‘‘ کے ہوں گے، اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق وعنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین وہدایت کے اس خوانِ یغما پر قارئین کے ذہن وقلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعوت وداعیہ کو عام کرنے اور اس موضوع کا حق ادا کرنے کے لیے کوشش کرنے، نیز اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین! امید کرتے ہیں کہ ہمارے باتوفیق قارئین بھرپور تعاون اور مخلصانہ وعاقلانہ مشوروں کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قومی حرمتِ سود سیمینار اور ہماری ذمہ داریاں

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

(یکم دسمبر ۲۰۲۲ء کو جامعۃ الرشید کراچی میں دورہ حدیث اور تخصصات کے طلبہ اور اساتذہ کی نشست سے خطاب)

بعد الحمد والصلوٰۃ! کراچی آنا ہوتا ہے تو جامعۃ الرشید میں حاضری میری ترتیب میں شامل ہوتی ہے۔

جامعۃ الرشید کے ساتھ ابتدا سے الحمد للہ تعلق ہے، اللہ تعالیٰ دارین میں یہ تعلق قائم رکھیں۔ کل مجھے دیگر پروگراموں کے علاوہ ''قومی حرمتِ سود سیمینار'' میں شرکت کا موقع ملا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے دعوت نامہ بھیجا تو میں نے عرض کیا کہ اتفاق سے ان دنوں کراچی میں ہی ہوں گا، ان شاء اللہ! سیمینار میں حاضر ہوں گا۔ کل وہاں حاضر ہوا اور کچھ گزارشات پیش کیں۔ یہ چونکہ منتہی طلبہ اور علماء کی نشست ہے تو میں سود کے مسئلہ کے حوالے سے بریفنگ کے انداز میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ یہ ہمارا اہم دینی اور قومی مسئلہ ہے۔ مسئلہ کیا ہے، اس کا پس منظر کیا ہے، موجودہ صورتحال کیا ہے اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس پہلو سے میں اس نشست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

سود قطعی حرام ہے، اور صرف حرام نہیں بلکہ تحدی کے لہجے میں حرام ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ'' (اللہ تعالیٰ اس کو اعلان جنگ سے تعبیر فرما رہے ہیں) یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان بھی ہے اور تاریخی پس منظر بھی ہے کہ جب تک دنیا میں مسلمانوں کی حکمرانی رہی، خلافتِ راشدہ، خلافتِ بنوامیہ، خلافتِ عباسیہ اور خلافتِ عثمانیہ ایک ہزار سال سے زیادہ کا دورانیہ ہے، جس میں ہمارا معاشی نظام غیرسودی رہا ہے۔ ہمارے ہاں سودی نظام تب آیا جب مختلف مغربی ممالک برطانیہ، فرانس، ہالینڈ اور پرتگال وغیرہ کے قبضہ شروع ہوئے۔ ہم نے نوآبادیاتی دور گزارا ہے اور برطانیہ کے قبضے میں رہے ہیں۔ کوئی ملک فرانس کے قبضے میں رہا، کوئی پرتگال اور کوئی ہالینڈ کے قبضے میں۔ وہ جو نوآبادیاتی دور تھا کہ ہم پر غیرملکی حکمران مسلط ہو گئے تھے، اس دور میں ہماری معیشت میں سود آیا، اور صرف آیا نہیں بلکہ اس نے پورے سسٹم کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور اس وقت پاکستان کا معاشی نظام سودی جال میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ میں نے پس منظر عرض کیا کہ ہم سودی نظام میں نوآبادیاتی دور میں شریک ہوئے اور پھر پھنستے چلے گئے۔

قومی حرمتِ سود سیمینار میں ملک کے تمام مکاتبِ فکر کی اعلیٰ ترین دینی قیادتیں کسی استثنا کے بغیر اکٹھی ہوئی ہیں، سب نے اس پر اتفاق کا اظہار کیا ہے اور گویا قومی عزم کا اظہار ہوا ہے کہ ہم نے ملک سے سودی نظام کا خاتمہ کرنا ہے۔ اسی طرح بزنس کمیونٹی کی قیادت اس جدوجہد کی صفِ اول میں دکھائی دے رہی ہے۔

اب سے پچھتر سال پہلے جب پاکستان قائم ہوا تو یہ مسئلہ پیش آیا کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد کیا ہوگی؟ باقی شعبوں کے ساتھ ساتھ معیشت کے شعبے کی بات کر رہا ہوں کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم ومغفور نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کیا تو اس میں یہ بات دوٹوک فرمائی جو ریکارڈ پر ہے کہ میں پاکستان میں معیشت کا نظام مغربی اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی اصولوں پر دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ بات صرف جذباتی لہجے میں نہیں بلکہ دلیل کے ساتھ کہی کہ مغرب کے معاشی نظام اور معاشی اصولوں نے دنیا کو جھگڑوں کے سوا کچھ نہیں دیا، اس لیے ہم مغربی معاشی اصولوں کی پیروی نہیں کریں گے،

بلکہ اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی معیشت کا نظام استوار کریں گے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں اپنے معاشی ماہرین سے توقع رکھتا ہوں اور انتظار کروں گا کہ وہ پاکستان کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے روڈ میپ اور نیٹ ورک بنائیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد قائد اعظم فوت ہوگئے۔ یہ میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ ہماری بنیاد یہ تھی اور پاکستان بننے کے بعد بھی پاکستان بنانے والے رہنماؤں کا ویژن یہ تھا کہ صرف باقی شعبے نہیں بلکہ معیشت بھی اسلامی اصولوں پر ہوگی، لیکن ایسے ہوا نہیں اور وہی سودی نظام ابھی تک چل رہا ہے۔

اس دوران آواز اٹھتی رہی۔ ۱۹۵۶ء کے دستور میں بھی کہا گیا کہ ہم سودی نظام ختم کریں گے، ۱۹۶۲ء کے دستور میں بھی یہ کہا گیا، اور ۱۹۷۳ء کے دستور میں صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ گارنٹی دی گئی اور حکومت سے کہا گیا کہ جلد از جلد ملک کو سودی نظام سے نجات دلائے۔ لیکن اس کے بعد ہم سے جلد از جلد کی مدت طے نہیں ہو پا رہی تھی، چنانچہ ہم اسی ''جلد از جلد'' کے دائرے میں چکر کاٹتے رہے۔

ریاستی سطح پر تعلیماتِ اسلامیہ بورڈ، اس کے بعد اسلامی مشاورتی کونسل، اور اب اسلامی نظریاتی کونسل وہ سرکاری ادارے ہیں جو اسلامائزیشن کے لیے رہنمائی کرتے آ رہے ہیں۔ ان اداروں نے مختلف مواقع پر یہ تحریک کی کہ ملک کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں پر استوار کیا جائے اور اس کا متبادل حل کیا ہوگا، یہ بحث بھی ہوتی رہی۔ اس پر جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن مرحوم جو حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگردوں میں سے تھے، فقہ پر ان کی معروف کتاب ہے، فاضل آدمی تھے، ان کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل نے مکمل سسٹم دیا۔ وہ رپورٹ موجود ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس کا خلاصہ بھی کیا تھا اور اس زمانے میں ہم نے وہ خلاصہ ہفت روزہ ترجمان اسلام کی ایک خصوصی اشاعت میں چھاپا تھا، وہ مکمل رپورٹ بھی آگئی اور پھر یہ مطالبہ ہوتا رہا۔ اسلامی نظریاتی کونسل ریاستی ادارہ ہے، اس کا ڈھانچہ یہ ہے کہ اس میں جسٹس صاحبان، ملک کے مختلف مکاتبِ فکر کے جید علماء کرام اور ماہرینِ قانون شامل ہوتے ہیں۔ اس کے دائرہ اختیار میں یہ کام ہے کہ اگر حکومت کسی قانون کے بارے میں پوچھے کہ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو وہ طے کرتی ہے کہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ قانون شرعی ہے یا نہیں ہے، اس میں یوں اصلاح کرلیں تو شرعی ہوجائے گا وغیرہ۔ یا کوئی ادارہ یا پبلک میں سے کوئی اسلامی نظریاتی کونسل سے پوچھے، یا وہ ازخود کسی قانون کا نوٹس لے تو اس کا دائرہ کار یہ ہے کہ اس نے رائے دینی ہے کہ ملک میں رائج فلاں قانون شریعت کے مطابق نہیں ہے، اور اس کا متبادل یہ ہے۔

اس دور میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب مرحوم ومغفور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین تھے۔ اس کی ایک بڑی مفصل رپورٹ آئی کہ اس کا متبادل یہ ہوسکتا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ آنے کے بعد اس میں مزید پیشرفت یہ ہوئی کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں وفاقی شرعی عدالت بنی۔ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار یہ ہے کہ وہ جس قانون کا جائزہ لے کر محسوس کرے کہ یہ غیر شرعی ہے تو وہ اس کی نشاندہی کرے گی کہ فلاں قانون اس حد تک غیر شرعی ہے اور اس کو یوں صحیح کیا جا سکتا ہے، یہ ترمیم کرکے اس کو شریعت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے، یہ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار ہے کہ کسی قانون کو غیر شرعی قرار دے کر حکومت کو اسے تبدیل کرنے کا حکم دے۔

اس وقت لوگوں کو خیال آیا کہ ہم وفاقی شرعی عدالت میں جاتے ہیں کہ تمام کے تمام سودی قوانین غیر شرعی ہیں۔ لیکن دس سال تک ملک کے معاشی نظام کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا کہ دس سال تک معیشت کے کسی قانون کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ وہ دس سال گزر گئے تو پھر بہت سی جماعتیں اور ادارے وفاقی شرعی عدالت میں گئے کہ آپ کا اختیار ہے، آپ کسی قانون کو غیر شرعی قرار دے کر حکومت کو اس کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا آرڈر دے سکتے ہیں، ملک میں جو بھی قوانین سود سے متعلق ہیں وہ غیر شرعی ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت نے سات آٹھ سال کی سماعت کے بعد فیصلہ دے دیا، جو بڑا اچھا اور تاریخی فیصلہ تھا۔ وہاں بہت سے مسائل پر بحث ہوئی کہ ربوٰا کیا ہوتا ہے، انٹرسٹ کیا ہوتا ہے، کون سا معاملہ سود میں ہے اور کونسا سود میں نہیں ہے، کرنسی ریٹ میں اضافہ ربوٰا کے کھاتے میں آتا ہے یا نہیں۔ بہت سے مسائل زیر بحث رہے، لیکن بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے دوٹوک فیصلہ دے دیا کہ سود سے متعلقہ تمام قوانین غیر شرعی ہیں لہٰذا انہیں تبدیل کیا جائے، اور متبادل بھی پیش کیا کہ

ان کو تبدیل کر کے فلاں فلاں قوانین بنائے جائیں۔

ایک وفاقی شرعی عدالت ہے اور ایک سپریم کورٹ کا شریعت اپیلیٹ بینچ ہے کہ اگر کسی کو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر کوئی اشکال ہو تو وہاں جائے، رجوع کا حق ہوتا ہے۔شریعت اپیلیٹ بینچ سپریم کورٹ میں ایک الگ بینچ ہے جس میں علماء کرام اور جسٹس صاحبان ہوتے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے بارے میں کوئی رٹ آ جائے تو وہ اس کی اپیل سنتے ہیں اور حتمی فیصلہ دیتے ہیں۔ اس موقع پر مختلف بینک سپریم کورٹ میں چلے گئے کہ ہمیں فلاں فلاں اشکالات ہیں۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں اس وقت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا پیر کرم شاہ الازہریؒ، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور دیگر اکابر علماء کرام تھے۔انہوں نے تفصیل سے تمام اشکالات کا جائزہ لے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو درست قرار دیا اور حکومت کو حکم دیا کہ اتنے عرصے کے اندر ان قوانین کو تبدیل کیا جائے۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ نے یہ آرڈر دے دیا اور مدت طے کر دی کہ فلاں تاریخ تک تمام قوانین کو تبدیل کیا جائے اور متبادل قوانین لائے جائیں۔ سپریم کورٹ سے اوپر تو کوئی ادارہ نہیں ہے، لیکن نظر ثانی کی اپیل ہوسکتی ہے تو نظر ثانی کی اپیل دائر ہوگئی۔

ہمارے ہاں روایت ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ یہ قانون کا حصہ ہے یا نہیں، البتہ روایت یہ ہے کہ جس بینچ نے فیصلہ دیا ہو نظر ثانی کی اپیل بھی وہی بینچ سنتا ہے۔ وہ بینچ تو موجود تھا، اپیل کرنے والوں کو توقع نہیں تھی کہ یہ بینچ اپنے پہلے فیصلے سے انحراف یا تبدیلی کرے گا تو بینچ کے ختم ہونے کا انتظار کیا گیا۔ یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں جو علماء کرام ہوتے ہیں وہ باقاعدہ قانونی پروسس سے جج نہیں ہوتے بلکہ دو تین سال کے کنٹریکٹ پر ہوتے ہیں۔ انہیں جسٹس کا اسٹیٹس تو مل جاتا ہے لیکن باقی چیزیں رہ جاتی ہیں۔ یہ فرق ہے۔اور یہ ایک مستقل مسئلہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے ضوابط، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے ضوابط، اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے ضوابط ایک دوسرے کے موافق نہیں ہیں، اور ان میں ایسے جھول موجود ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر فیصلوں کو سبوتاژ اور معطل کیا جا سکتا ہے۔

اس وقت بینچ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور دیگر جن حضرات نے فیصلہ لکھا تھا۔ ان کی کنٹریکٹ مدت کے ختم ہونے کا انتظار کیا گیا۔ ان کی مدت ختم ہوئی تو دوبارہ ان سے کنٹریکٹ نہیں کیا گیا بلکہ نیا بینچ تشکیل پایا۔ کنٹریکٹ کرنے والے کی مرضی ہے کہ نیا کنٹریکٹ کرے یا نہیں۔ اس کو ہم یوں تعبیر کر دیتے ہیں کہ انہوں نے پہلے بینچ کو توڑا اور نیا بینچ بنایا، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قانونی اور ٹیکنیکل طور پر صحیح کیا ہے کہ وہ بینچ ختم ہوگیا تھا تو ہم نے نیا بینچ بنایا ہے۔

اس بینچ نے اس کی سماعت کی اور یہ فیصلہ دیا کہ سماعت میں کچھ سقم رہ گیا ہے لہٰذا از سر نو سماعت کی جائے۔ از سر نو سماعت کا مطلب یہ تھا کہ وہ کیس جو پہلے اٹھارہ سال گزار چکا تھا، اٹھارہ سال پہلے کے زیرو پوائنٹ پر چلا گیا۔ میں نے اس پر کالم لکھا تھا کہ ہمیں لڈو کا سانپ ڈس گیا ہے۔ لڈو میں چلتے چلتے اٹھانوے پر سانپ ڈس جائے تو زیرو پر چلا جاتا ہے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت دوبارہ سماعت کرے، انہوں نے تو ایک جملہ ہی لکھا لیکن ہمارا حشر نشر ہوگیا۔

یہ بات آپ کے علم میں آنا ضروری ہے کہ ہمارے ہاں کام کیسے ہوتا ہے۔ اب وفاقی شرعی عدالت اٹھارہ سال پہلے والی نہیں تھی بلکہ نئی تھی۔ وفاقی شرعی عدالت نے از سر نو سماعت کی اور جن مسائل پر اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت میں پہلے پوری طرح بحث ہو چکی تھی، سوالات، اشکالات حل ہو چکے تھے کہ یہ ربٰو ہے، یہ انٹرسٹ ہے، سارے مباحث ہو چکے تھے، فیصلہ ہو چکا تھا، اب وہ سارے مباحث دوبارہ کھڑے ہو گئے۔ اس پر ایک لطیفہ کی بات عرض کر دیتا ہوں کہ جو شریعت اپیلیٹ بینچ تبدیل ہوا تھا اور اس کے حضرات نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کیس میں قانونی سقم رہ گیا ہے اس لیے دوبارہ سماعت کی جائے، ان میں سے ایک جج صاحب جو ریٹائرڈ ہو گئے تھے اور اب فوت ہو گئے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ یہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ آپ سیدھا کہہ دیتے کہ فیصلہ غلط ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا یہ کہہ کر میں نے کافر ہونا تھا؟ چنانچہ اس طرح ٹیکنیکل طریقہ اختیار کیا گیا۔

اس مرحلے میں وفاقی شرعی عدالت نے ایک سوالنامہ نئے سرے سے جاری کیا اور ملک میں مختلف مکاتبِ فکر کے سینکڑوں علماء کرام کو بھجوا دیا۔ وہ فقہی نوعیت کے سوالات تھے۔ فقہی نوعیت کے سوالات ہوں اور مختلف مکاتبِ فکر

کے سینکڑوں علماء کرام کو وہ سوالنامہ بھیجا جائے تو ظاہر ہے کہ جواب ایک نہیں آئے گا۔ ہم سمجھ گئے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ جب جوابات مختلف آئیں گے تو ہم یہ کہہ دیں گے کہ علماء کرام آپس میں متفق نہیں ہیں اس لیے اس مسئلہ کو چھوڑو۔ لہٰذا اس مرحلے پر ہم دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کچھ دوست اکٹھے ہوئے۔ جس کے محرک ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمیؒ جامعہ نعیمیہ لاہور کے مہتمم تھے، بریلوی مکتبِ فکر کے تھے اور میرے دوست تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کریں اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ انہوں نے کچھ دوستوں سے بات کی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ گڑبڑ ہو جائے گی، تو کیا کریں؟ اس موقع پر ہم نے ''ملی مجلس شرعی پاکستان'' کے نام سے ایک فورم تشکیل دیا۔

''ملی مجلس شرعی'' میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، جماعتِ اسلامی اور شیعہ سب شامل ہیں اور اس کا دائرہ کار یہ ہے کہ جب اس طرح کا علمی مسئلہ پیش آئے تو وہ ایک مشترکہ رائے قائم کرے اور اسے اوپن کر دے کہ ہماری مشترکہ رائے یہ ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ اس مسئلے پر سارے متفق نہیں ہیں۔ اس کے پہلے صدر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمیؒ تھے، میں نائب صدر تھا، پھر بریلوی مکتب فکر کے بڑے عالم مولانا مفتی محمد خان قادریؒ اس کے صدر رہے، وہ فوت ہوئے تو اب میں اس کا صدر ہوں اور مجلس کے سیکریٹری ملک کے معروف ماہرِ تعلیم ڈاکٹر محمد امین چلے آ رہے ہیں۔ اس میں سب ہمارے ساتھ شریک ہیں، تمام مکاتب فکر کی سرکردہ شخصیات ہمارے فورم کا حصہ ہیں۔ اس موقع پر ہم نے یہ طے کیا کہ اس سوالنامے کے جو جوابات آتے ہیں، آتے رہیں، لیکن تمام مکاتبِ فکر کی طرف سے ایک متفقہ جواب بھی ریکارڈ پر آنا چاہیے تاکہ یہ نہ کہا جا سکے کہ اس مسئلے پر علماء کرام متفق نہیں ہیں۔ ہم نے الحمدللہ! جواب تیار کیا اور متفقہ طور پر لاہور کے تمام بڑے جامعات مثلاً جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، جامعہ نعیمیہ، جامعہ سلفیہ، جماعت اسلامی منصورہ اور جامعہ المنتظر کے دستخط کروائے اور جواب بھیج دیا کہ ان سوالات کے جواب میں یہ ہمارا متفقہ موقف ہے۔ یہ متفقہ موقف وفاقی شرعی عدالت کے ریکارڈ میں جمع کرا کر ہم نے یہ دروازہ بند کر دیا کہ علماء کرام آپس میں متفق نہیں ہیں۔

یہ تو پہلا مرحلہ تھا۔ اس کے بعد یہ مرحلہ آیا کہ سماعت کی تاریخ ہی نہیں آ رہی تھی، کیس فریزر میں پڑا تھا، کوئی فریزر کا دروازہ کھولے گا تو کیس نکلے گا۔ شروع میں کیس دائر کرنے والے تو خاصے گروپ تھے، لیکن سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت کی سطح پر مسلسل عدالتی کیس کی پیروی کرنا آسان کام نہیں ہے، تو دو جماعتوں نے تسلسل کے ساتھ محنت کی، ایک جماعتِ اسلامی اور دوسری محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تنظیمِ اسلامی۔ انہوں نے استقامت اور تسلسل کے ساتھ کیس لڑا اور اب تک عدالت میں یہی دونوں کھڑے ہیں۔ ۲۰۱۴ء میں ان دوستوں نے ہم سے بات کی کہ ہم کھڑے تو ہیں لیکن کچھ شور مچے گا تو تاریخ نکلے گی ورنہ نہیں نکلے گی، اس کی کوئی صورت نکالیں۔ الحمدللہ! ہمارے ہاں لاہور، گوجرانوالہ میں یہ ماحول ہے کہ اس قسم کے مسائل میں ہم تمام مکاتبِ فکر اکٹھے ہو جاتے ہیں، اکٹھے بیٹھ کر کوئی راستہ نکال لیتے ہیں اور کوئی نہ کوئی حل نکل آتا ہے۔ اس موقع پر ہم نے آپس میں مشورہ کیا اور ''تحریکِ انسدادِ سودِ پاکستان'' کے نام سے ایک اور فورم تشکیل دیا، اس میں بھی تمام مکاتبِ فکر کے سرکردہ ذمہ دار حضرات شریک ہیں، لیکن اس کا ٹائٹل سود کے حوالے سے ہے، اس کا کنوینر مجھے بنایا گیا۔ ہم نے اس کی مہم چلائی۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور اور فیصل آباد میں کنونشن کیے اور آواز اٹھائی کہ مقدمہ نکالو تو سہی، سنو تو سہی۔ یوں اس جدوجہد سے تاریخیں لگنا شروع ہو گئیں، لیکن پھر بھی کئی سال لگ گئے اور بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے گزشتہ رمضان المبارک میں ستائیسویں شب کو فیصلہ کا اعلان کر دیا۔

وہی فیصلہ جو وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت ایپلیٹ بینچ نے کیا تھا، اس فیصلے کو مزید واضح کر کے اور شکوک وشبہات دور کر کے جامع اور مکمل فیصلہ سنا دیا اور اس پر عملدرآمد کے لیے پانچ سال کی مدت دی۔ یہ مدت اگرچہ ہمارے نزدیک زیادہ تھی لیکن ہم نے سوچا کہ جہاں تیس سال گزارے ہیں تو پانچ سال اور سہی۔ چنانچہ ہم نے اس فیصلے کا خیرمقدم کیا، ملک بھر میں اجتماعات کیے اور خوشی کا اظہار کیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے دوٹوک، جامع مکمل اور متبادل سسٹم کے ساتھ فیصلہ دیا اور اس میں یہ بھی کہا کہ اگر کہیں الجھن پیش آئے تو ہم وضاحت کے لیے حاضر ہیں۔ جب فیصلہ آ گیا تو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اگر کسی نے اپیل کر دی تو پھر وہی معاملہ ہوگا۔ لہٰذا ہم نے اجتماعات کر کے حکومت سے اپیل کی

کہ جب عدالت نے پانچ سال دے دیے ہیں، اس دوران الجھن کے حل کے لیے خود کو پیش بھی کیا ہے، ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کی قرارداد بھی آ گئی کہ ہم اس کے عملدرآمد میں مکمل تعاون کریں گے، جہاں الجھن ہوگی ہم راستہ دیں گے، تو اب کسی کو اپیل نہیں کرنی چاہیے۔ ہم نے یہ آواز اٹھائی کہ اپیل نہ کریں، روڈ میپ بنائیں، پانچ سال کا عرصہ بہت وقت ہے، شروع کریں گے تو پانچ سال ختم ہوں گے۔ لیکن پھر بھی سپریم کورٹ میں مختلف بینکوں کی طرف سے اپیلیں چلی گئیں۔ اسٹیٹ بینک، نیشنل بینک اور بعض پرائیویٹ بینکوں نے اپیل کر دی۔ میری معلومات کے مطابق ستائیس اپیلیں کی گئیں۔

ایک فرق اور ذہن میں رکھ لیں کہ ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ میں کسی فیصلے کے خلاف اپیل کریں تو اگر حکمِ امتناعی لینا ہو تو درخواست دینی پڑتی ہے کہ اسٹے دیا جائے، لیکن وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل میں اسٹے آرڈر کے لیے الگ درخواست نہیں دینی پڑتی، اپیل سماعت کے لئے منظور ہونے کے ساتھ ہی اسٹے آرڈر ہو جاتا ہے۔ یہ ٹیکنیکل اور بنیادی فرق ہے۔ اس لیے اپیلوں کی وجہ سے وہ سارا کام رک گیا۔

پھر ایک اور مرحلہ یہ پیش آیا کہ حکومت بدلی اور نئی حکومت آئی، مولانا فضل الرحمن صاحب اس حکومت کا حصہ ہیں تو ہم نے ان سے گزارش کی کہ اس معاملے میں کوشش کریں۔ انہوں نے وزیر اعظم سے بات کی۔ یوں مولانا فضل الرحمن اور دوسرے حضرات کی کوششوں سے وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف نے فیصلے پر عملدرآمد کے لیے ٹاسک فورس بنائی۔ لیکن عملی صورتحال یہ تھی کہ ٹاسک فورس کا اعلان ہو گیا جس میں اسٹیٹ بینک مرکزی کردار ہے۔ جبکہ ملکی معیشت میں بھی مرکزی کردار اسٹیٹ بینک ہے۔ اسٹیٹ بینک ٹاسک فورس میں بھی ہے اور ادھر اپیل میں بھی کھڑا ہے تو ہم نے سوال اٹھایا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے اسٹیٹ بینک سے سوال کیا کہ آپ کس طرف ہیں؟ ٹاسک فورس میں عملدرآمد کے لیے بیٹھے ہیں یا اپیل میں اسٹے کے لیے کھڑے ہیں؟ اس الجھن پر ہم نے پھر کوشش کی اور ادھر مولانا فضل الرحمن نے دباؤ ڈالا تو وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کچھ دن پہلے اعلان کیا کہ سرکاری بینک اپیلیں واپس لے رہے ہیں۔ نیشنل بینک اور اسٹیٹ بینک کی تقریباً تیرہ اپیلیں بنتی ہیں جو انہوں نے واپس لے لیں۔ ہم نے اس کا خیر مقدم کیا کہ اچھی بات ہے۔

ہم نے دو باتوں کا خیر مقدم کیا۔ ایک تو سرکاری بینکوں کے اپیلیں واپس لینے پر اور اس کے ساتھ دوسری بات جو اس سے زیادہ اہم ہے کہ پاکستان کے وزیر خزانہ نے سود کے خاتمے کا واضح اعلان کیا ہے۔ البتہ یہ بات میں آپ کے ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی بار نہیں بلکہ دوسری بار اعلان ہوا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۸۴ء میں جب وزیر خزانہ غلام اسحاق خان تھے جو بعد میں صدرِ پاکستان بنے، انہوں نے ۱۹۸۴ء کے بجٹ کی نشری تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ہم نے غیر سودی بینکاری اور معیشت کی تیاری کے تمام مراحل طے کر لیے ہیں، سارے اشکالات دور کر دیے ہیں اور میں قوم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اگلے سال کا بجٹ غیر سودی ہوگا۔ اس پر ہم بہت خوش ہوئے کہ اگلے سال کا بجٹ غیر سودی ہوگا، لیکن بدقسمتی سے وہ اگلا سال ابھی تک نہیں آیا۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ وزیر خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ ہم سودی بینکاری اور سودی معیشت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہم وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کا اعلان کرتے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اعلان کرنے والے دونوں وزیر خزانہ اسحاق ہیں۔ میں نے اس پر کالم میں لکھا کہ پہلے بھی اسحاق تھے اور یہ بھی اسحاق ہیں، اللہ کرے کہ اسحاق ڈار کا اعلان اسحاق خان کے اعلان سے مختلف ہو۔

اس اعلان کے بعد ہم اس مرحلے پر آ گئے کہ کچھ اپیلیں واپس ہو گئی ہیں، اللہ پاک اپیلیں واپس لینے والوں کا بھلا کرے کہ انہوں نے قوم کی بات مان لی ہے، لیکن پرائیویٹ بینکوں کی چودہ اپیلیں سپریم کورٹ میں پڑی ہیں، کل سیمینار میں کوئی اور تعداد بتائی گئی، لیکن میری معلومات کے مطابق ستائیس میں سے تیرہ اپیلیں واپس ہو گئی ہیں اور چودہ باقی ہیں، بہرحال جتنی بھی اپیلیں پڑی ہیں، اگر ان میں سے ایک اپیل بھی سپریم کورٹ کے ریکارڈ میں ہوگی تو اسٹے قائم رہے گا اور اگر اسٹے رہے گا تو ٹاسک فورس کیا کرے گا؟ کمیٹیاں کیا کریں گی اور وزارت خزانہ کیا کرے گی؟ اس فیصلے پر عملدرآمد کا پہلا ورق بھی نہیں کھولا جا سکتا۔ اس پر مولانا فضل الرحمن صاحب نے مختلف حضرات سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے تو میں نے کہا کہ ہم لاہور، گوجرانوالہ وغیرہ کی سطح پر تو آواز بلند کر لیتے ہیں، آپ قومی سطح پر کوئی صورت نکالیں، پریشر ڈویلپ کریں گے تو شاید بات آگے

چلے۔ یوں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا فضل الرحمن صاحب نے باہم مشورہ کیا اور کل کا سیمینار ہوا۔ اس کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اس بڑھاپے میں بہت محنت کی ہے، میں سارے مراحل سے واقف ہوں کہ ان کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے اور انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ چنانچہ کل جو قومی حرمتِ سود سیمینار ہوا یہ ان دو شخصیتوں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اور مولانا فضل الرحمن صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیں۔

اس موقع پر دو تبدیلیاں نظر آئی ہیں، پہلی صورتحال سے دو باتیں تبدیلی کی ہیں۔ ایک یہ کہ حکومت زیادہ واضح لفظوں میں اعلان کر رہی ہے کہ ہم سودی نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں، سودی نظام سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، ہم تیار ہیں، عملدرآمد کریں گے اور عملدرآمد کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس لہجے میں سرکاری حلقوں کی طرف سے میں یہ اعلان پہلی دفعہ سن رہا ہوں۔ دوسری یہ بہت بڑی تبدیلی آئی ہے کہ اس موقع پر بزنس کمیونٹی کی اعلیٰ ترین قیادت ہمارے ساتھ بلکہ ہم سے آگے کھڑی ہے، اور ہم سے سپورٹ مانگ رہی ہے۔ کل کے سیمینار میں یہ دو بڑی باتیں میں نے دیکھی ہیں۔ جس میں ملک کے تمام مکاتبِ فکر کی اعلیٰ ترین دینی قیادتیں کسی استثنا کے بغیر اکٹھی ہوئی ہیں، سب نے اس پر اتفاق کا اظہار کیا ہے اور گویا قومی عزم کا اظہار ہوا ہے کہ ہم نے ملک سے سودی نظام کا خاتمہ کرنا ہے۔ اسی طرح بزنس کمیونٹی کی قیادت اس جدوجہد کی صفِ اول میں دکھائی دے رہی ہے، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یہاں تک تو کل کے سیمینار کے پس منظر کی بات ہے۔ اب آگے کیا ہوگا اور ہم نے کیا کرنا ہے؟ تبلیغی جماعت کی اصطلاح کے مطابق وعدہ تو ہو گیا ہے، اب وصولی کیسے کرنی ہے؟ اور سیاسی لوگوں کی اصطلاح ہے کہ جتنا کام ہو گیا ہے اسے کیش کیسے کروانا ہے؟ اب وصولی کا اور اس سارے عمل کو کیش کروانے کا مسئلہ درپیش ہے۔ اگر اس کی پشت پر دینی حلقوں کی قوت مجتمع کر کے، اکیلے اکیلے نہیں بلکہ اسی طرز پر سارے اکٹھے بیٹھ کر اس کا پیچھا کریں گے تو کام ہوگا۔ اس کے لیے ایک کام تو دینی اور سیاسی جماعتوں کا ہے کہ پبلک پریشر منظم کریں۔ پبلک پریشر میں دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی اجتماعیت قائم رکھیں اور اس کا اظہار کرتے رہیں، کہیں یہ مرحلہ نہ پیدا ہونے دیں کہ فلاں تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ جس دن کوئی فلاں الگ ہوا تو کام خراب ہو جائے گا۔ پبلک پریشر قوت کا پہلا حصہ یہ ہے کہ سب اکٹھے نظر آئیں اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ ہم عوام کو اپنے ساتھ ملائیں، یہ دینی اور سیاسی جماعتوں کا کام ہے کہ رائے عامہ کو منظم کریں اور عوام کو سڑکوں پر لائیں۔

جبکہ ایک کام ہمارے حلقے یعنی اہلِ علم کا ہے۔ میں تو خیر اہلِ علم میں سے نہیں ہوں، ان کا خادم ہوں، جبکہ علمی اداروں، علمی مراکز اور علماء کرام کا کام یہ ہے کہ اب قدم قدم پر اشکالات پیش آئیں گے، سوالات کھڑے ہوں گے، الجھنیں پیدا ہوں گی، کنفیوژن دکھائے جائیں گے۔ ان کا سامنا کرنا اور اس فیصلے کا علمی دفاع اس حلقے کا کام ہے۔ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر اعتماد ہے تو اس میں اگر ایک آدھ کمزوری ہو بھی تو اس کا علمی اور فقہی دفاع کرنا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے۔ سیکولر حلقہ سینکڑوں قسم کے شکوک وشبہات لائے گا، کچھ پریکٹیکل، کچھ فقہی، کچھ نظریاتی اور کچھ اور نوعیت کے ہوں گے کہ کسی طریقے سے اس فیصلے پر اتفاق ٹوٹ جائے۔ ان کا سب سے بڑا ہدف اور حربہ یہ ہوگا کہ اس فیصلے پر جو قوم کا اتفاق ہے کہ اسے نافذ ہونا چاہیے، اس اتفاق میں رخنہ ڈالا جائے۔ اس سے بچنا، فیصلے پر قومی اتفاق کو قائم رکھنا، علمی اشکالات کا جواب دینا، لوگوں کی ذہن سازی کرنا، یہ علمی حلقے کی ذمہ داری ہے۔ دوسرے لوگوں کو چھوڑیں، اس وقت خود علماء کرام کی ذہن سازی اس سطح کی نہیں ہے کہ آج کے ماحول کے اعتبار سے سود کا عالمی تناظر کیا ہے، اشکالات اور ان کا عملی حل کیا ہے؟ فقہی اشکالات کہ یہ معاملہ سود ہے یا نہیں ہے؟ اس طرح کے مسائل اب زیادہ شدت سے کھڑے ہوں گے۔ اس لیے جامعات، علمی اور دینی اداروں اور مفتیان کرام کی ذمہ داری میرے نزدیک یہ ہے کہ اس فیصلے پر قومی اتفاق کو قائم رکھیں، قومی اتفاق کا اظہار اور علمی اشکالات کے جوابات اور قوم کو مطمئن کرنا ان کا کام ہے۔ اگر ہم یہ دو کام کر سکے۔ ایک مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا کام اور دوسرا اہل علم اور جامعات کا کام۔ اگر ہم یہ کر سکے تو مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز! ہم پانچ سال کے مقررہ وقت میں پورا نہیں تو بیشتر حصہ حاصل کر چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

☆☆.................☆☆

”صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة“

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: جناب اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ دوس کے اشراف اور سرداروں میں ایک ممتاز سردار تھے اور عرب کے چند گنے چنے بہادروں میں ان کا شمار ہوتا تھا، ایسے سخی تھے کہ کبھی ہنڈیا چولہے سے نہ اترتی اور ایسے فراخ دل تھے کہ کسی بھی ضرورت مند کی آمد پر ان کے گھر کا دروازہ بند نہ ہوا۔ بھوکے کو کھانا کھلاتے، خوفزدہ کو تسلی دیتے اور پناہ چاہنے والے کو اپنے ہاں پناہ دیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بلا کے ذہین فطین تھے۔ انہیں نہایت حساس دل ملا تھا۔ ان کا شعور بہت لطیف تھا۔ کلام کے تیور پہچانتے تھے اور ایسی بات کرتے جو جادو کا سا اثر رکھتی۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے تہامہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مکہ معظّمہ کا رخ کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش میں کفر و ایمان کی معرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ ہر فریق کی خواہش تھی کہ اپنے گرد زیادہ سے زیادہ ہم نوا جمع کر لے اور لڑائی جیتنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنے مددگار اور معاون پیدا کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاتے تھے اور آپ کا اصل ہتھیار ایمان کی پختگی اور حق پر یقین رکھنا تھا۔ اس کے برعکس کفار قریش کوشاں تھے کہ آپ کی دعوت کو رد کر دیں اور اس سلسلہ میں ہر حربہ استعمال کریں۔ یہی نہیں بلکہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکیں۔

یہاں آ کر حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایسا محسوس کیا کہ میں بغیر کسی تیاری کے غیر شعوری طور پر اس معرکہ میں شرکت کر رہا ہوں اور نہ چاہتے ہوئے بھی کفر و اسلام کی اس لڑائی میں کود پڑا ہوں۔ وہ مکہ معظّمہ اس غرض سے نہیں آئے تھے اور نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کی اس معرکہ آرائی کا خیال ان کے دل میں بھی آیا تھا۔ اس وجہ سے حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کی ایک ناقابل فراموش داستان ابھر کر سامنے آتی ہے۔ یہ دلچسپ داستان سننے کے لائق ہے۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جونہی میں مکہ معظّمہ پہنچا، سرداران قریش مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ بڑی گرمجوشی سے انہوں نے میرا استقبال کیا اور بڑی ہی عزت افزائی کا ثبوت دیا۔ پھر تمام سردار اور مکہ کے معززین ایک جگہ جمع ہوئے۔ مجھے اپنے پاس بلا کر کہنے لگے۔ طفیل آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہاں ایک شخص نے بزعم خود نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ اس نے ہمارے خیالات کو چوپٹ کر دیا ہے۔ ہم میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ہمیں پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اندیشہ ہے کہیں یہ مصیبت کہیں آپ کی قوم پر بھی نازل نہ ہو جائے۔ ہماری یہ مخلصانہ تجویز ہے کہ آپ اس شخص کو منہ نہ لگائیں۔ نہ اس سے کلام کریں اور نہ اس کی کوئی بات سنیں، اس لئے کہ اس کی بات میں جادو کا اثر ہے۔ یہ باپ کو بیٹے سے، بھائی کو بھائی سے اور خاوند کو بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بخدا! وہ مسلسل مجھے حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی طرف منسوب عجیب و غریب داستانیں سناتے رہے اور مجھے ڈراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے دل میں ٹھان لی کہ میں آپ کے قریب تک نہیں پھٹکوں گا۔ نہ آپ سے بات کروں گا اور نہ ہی آپ کی بات سنوں گا۔

صبح کے وقت میں جب طواف کعبہ اور بیت اللہ میں رکھے گئے بتوں سے برکت حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلا، جن کی کہ ہم بہت تعظیم کیا کرتے تھے، تو ازراہ احتیاط میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ مبادا میرے کانوں میں کوئی بات پڑ جائے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے نماز اور عبادت میں مشغول تھے۔ ان کی نماز اور عبادت کا انداز بالکل مختلف تھا، مجھے اس منظر نے گھائل کر دیا۔ آپ کا یہ طریق عبادت مجھے ایسا بھایا کہ رگ رگ میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی، دل ہی دل میں محسوس کیا کہ غیر ارادی طور پر آہستہ آہستہ آپ کے قریب ہوتا جا رہا ہوں، یہاں تک کہ بالآخر میں سچ مچ آپ کے قریب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کو بھی شاید یہی منظور تھا کہ میں آپ کی چند باتیں ہی سن لوں، چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمدہ اور اچھی باتیں سنیں، اس پر دل میں خیال آیا۔

”طفیل، بڑے افسوس کی بات ہے! تو ایک دانشمند شاعر ہے۔ حسن و قبح کو خوب پہچانتا ہے۔ یہ شخص جو کچھ بھی کہتا ہے، سن لینے میں حرج ہی کیا ہے؟ اس نے اگر کوئی معقول بات کی تو مان لینا، بری بات کی تو دامن جھٹک کر الگ ہو جانا۔“

جناب طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں وہاں مسجد میں ہی ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عبادت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو چل دیئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا جب آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو میں آپ کے ساتھ وہاں پہنچ گیا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی قوم نے مجھ سے آپ کے بارے میں بہت سی باتیں کی ہیں۔ مجھے یہ مسلسل ڈراتے اور خوفزدہ کرتے رہے کہ کہیں میں آپ کی باتیں سن کر متاثر نہ ہو جاؤں، چنانچہ میں نے احتیاط کے طور پر اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تا کہ آپ کی بات نہ سن سکوں، لیکن منشائے الٰہی یہ تھی کہ میں آپ کی باتیں بہر حال سنوں، واللہ! میں نے نہ صرف آپ کی باتیں سنیں، بلکہ آپ کی ہر بات مجھے اچھی لگی۔ ازراہ کرم آپ مجھے اپنا پیغام سنائیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت پیش کرتے ہوئے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق کی تلاوت فرمائی۔

بخدا! اس سے پہلے نہ تو میں نے اس سے بہتر کوئی کلام سنا تھا اور نہ آپ کے پیغام سے بڑھ کر عدل و انصاف پر مبنی کوئی اور پیغام میرے کانوں میں پڑا تھا۔ اس موقع پر میں نے بیعت کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہاتھ پھیلا دیئے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اس بات کی شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس اقرار کے ساتھ میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

جناب طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”کچھ عرصہ میں مکہ معظّمہ ہی میں قیام پذیر رہا اور احکام اسلام کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ حتی الامکان اس عرصہ میں قرآن مجید کے کچھ اجزا زبانی یاد کئے اور جب میں نے اپنے وطن اور قوم کی طرف لوٹنے کا عزم کیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرا قبیلہ میری بات مانتا ہے۔ اب میں ان کے ہاں واپس جا رہا ہوں اور وہ بھی اسلام کا داعی بن کر۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسی نشانی عطا کر دے، جب میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤں تو وہ میری مددگار ثابت ہو۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا کی: ”الٰہی! اس کو اس طرح کی ایک نشانی عطا کر دے جو ہر وقت اس کے کام آئے، جب بھی یہ خیر و خوبی کا قصد کرے۔“

میں جب وہاں سے اپنے وطن کی طرف چل پڑا اور اپنی بستی کے قریب ایسے مقام پر پہنچا جہاں سے قوم کے در و دیوار صاف نظر آ رہے تھے تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک میری پیشانی پر چراغ کی مانند ایک روشنی دمک رہی ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی: ”الٰہی! اس روشنی کو میرے چہرے کی بجائے کسی اور چیز میں منتقل فرما دے مبادا کہ میری قوم میرا چہرہ دیکھ کر یہ کہہ دے کہ اپنا آبائی دین چھوڑنے کی یہ سزا ہے، روشنی نہیں۔“

میرا یہ کہنا تھا کہ یہ روشنی میرے چہرے سے ہٹ کر میرے نیزے کے بالائی حصہ میں مرکوز ہو گئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی قندیل نیزے میں جگمگا رہی ہے اور جب میں پہاڑ کی بلندی سے نیچے اتر کر اپنی قوم کے پاس آیا تو

سب سے پہلے مجھے ملنے کے لئے میرا والد آیا، جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔

میں نے کہا ابا جان! مجھ سے دور ہی رہیں میرا اور آپ کا اب کوئی رشتہ باقی نہیں رہا۔

باپ نے افسردہ ہو کر کہا: لختِ جگر! یہ کیسے؟''

میں نے کہا: میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیروی قبول کر لی ہے۔

باپ نے بیٹے کی بات سن کر کہا: بیٹے! اس سے کیا ہوتا ہے؟ میں بھی وہی دین تسلیم کئے لیتا ہوں جو تیرا دین ہے۔

میں نے کہا: اچھا! پھر غسل کر لیجئے اور اپنے کپڑے دھو کر اجلے کر لیجئے اور آیئے۔ میں آپ کو وہی تعلیم دوں گا، جو میں نے حاصل کی ہے، ابا جان نے میری بات مان لی غسل کیا اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر قبول اسلام کے لئے تیار ہو گئے۔ میں نے اسلام کی دعوت دی اور وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد میرے پاس میری بیوی آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے دور ہی رہو تو اچھا ہے۔ میرے اور تیرے درمیان اب کوئی ناطہ باقی نہیں رہا۔

اس نے چونک کر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیوں؟

میں نے کہا: ہم دونوں کے درمیان عقیدے کی دیوار حائل ہو گئی ہے، میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی قبول کر لی ہے۔

اس پر میری بیوی نے کہا: اس سے کیا ہوتا ہے؟ میں بھی وہی دین اختیار کئے لیتی ہوں جو آپ نے اختیار کیا ہے۔

میں نے کہا: یہ بات ہے تو جاؤ اور ذوالشریٰ کے پانی میں غسل کر کے آؤ، ذوالشریٰ قبیلہ دوس کا ایک معروف بت تھا، جس کے گرد ایک گڑھے میں پہاڑ سے پانی آ کر جمع ہو جاتا تھا۔ بیوی نے کہا: میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ ذوالشریٰ سے ڈرتے نہیں؟

میں نے کہا: ہرگز نہیں! تم پر اور ذوالشریٰ پر ہلاکت نازل ہو۔ میں کہتا ہوں جاؤ، وہاں لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر نہا دھو لو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ گونگا بہرا بت تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ حوصلہ افزا بات سن کر وہ گئی اور غسل کر کے واپس آ گئی۔ میں نے اس کے سامنے اسلام کی سادہ اور پُرتاثیر دعوت پیش کی، جس کو اس نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور وہ مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے براہ راست قبیلہ دوس کو اسلام کی طرف بلایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک نے اسلام قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کیا۔ اس گروہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی تنہا ایسے سلیم الطبع شخص تھے، جنہوں نے بغیر کسی تامل کے اسلام کا پیغام دل کی گہرائیوں میں اتار لیا۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مکہ معظّمہ حاضر ہوا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی میرے ساتھ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ عیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: طفیل! صورت حال کیا ہے؟

میں نے عرض کی: حضور! لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ کفر نے شدت اختیار کر لی ہے اور قبیلہ دوس پر فسق و فجور اور نافرمانی کا خصوصیت سے غلبہ ہے۔

یہ سننا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، وضو کیا، نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو میں دل ہی دل میں ڈر گیا کہ مبادا میری قوم کو بددعا دیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔

میں نے افسردگی کے عالم میں کہا: ہائے میری قوم! لیکن رحمت دو عالم، رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ یہ تھا:

الٰہی! قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔

الٰہی! قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔

الٰہی! قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔

پھر آپ نے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اب آپ اپنی قوم کے پاس بے دھڑک جائیں۔ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اسلام کی دعوت انہیں دیں۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں مسلسل سرزمین دوس میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہاں پہنچ کے بدر، احد اور خندق ایسی ہولناک جنگوں کا آپ کو سامنا کرنا پڑا، اس کے بعد مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی۔ اس مرتبہ میرے ہمراہ قبیلہ دوس کے تقریباً ۸۰ گھرانے

تھے، جو نعمت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور ان کی اسلامی حالت بہت بہتر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ کر نہ صرف بہت خوش ہوئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ خیبر کے مال غنیمت سے ہمیں بھی مقرر حصہ دیا۔

ہم نے التجا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جنگ میں ہمیں میمنہ میں رکھئے۔ (یعنی لشکر کے دائیں پہلو پر) اور لفظ مبرور ہمارا شعار مقرر فرمادیجئے۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے عمرو بن حممہ کے بت ذوالکفین کی طرف روانہ کریں تا کہ میں اسے نذر آتش کرسکوں۔''

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہاں جانے کی اجازت دے دی۔ میں اپنی قوم میں سے ایک جماعت لے کر اس بت کی طرف چل پڑا۔ جب میں اور ساتھی وہاں پہنچے اور اسے جلا ڈالنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں، ہمارے اردگرد عورتوں، مردوں اور بچوں کی ایک بھیڑ جمع ہوگئی۔ یہ سب اس بات کے منتظر تھے کہ اگر ہم نے ذوالکفین بت کو ذرا بھی نقصان پہنچایا تو آسمان سے بجلی گر کر ہمیں بھسم کر ڈالے گی۔ ان پجاریوں کی موجودگی میں، میں بت کی جانب بڑھا اور بت کے عین دل میں آگ بھڑکا دی۔

اس وقت میری زبان پر رجز یہ اشعار تھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے ذوالکفین! میں تیرے پجاریوں میں نہیں ہوں، ہماری پیدائش تیری پیدائش سے کہیں پہلے ہوئی۔ آج میں آگ تیرے دل میں بھڑکا رہا ہوں۔''

یہ اشعار کہے اور اسے نذرِ آتش کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آگ نے اسے اپنا لقمہ بنا لیا اور یہ جل کر راکھ بن گیا۔ اس کے جل جانے سے شرک کی جڑ بھی کٹ گئی اور پورا قبیلہ اسلام کی آغوش میں آ گیا اور پھر اپنے حسن اسلام کا ثبوت بھی دیا۔

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکہ فتح ہوگیا۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے آخری دم تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یقین دلایا کہ میری ذات، میری تلوار اور میرا بیٹا آپ کی تائید ونصرت کے لئے وقف ہے۔

جب ارتداد کی جنگیں چھڑیں اور کفر والحاد کا شعلہ بھڑکا تو حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے مسلمانوں کے لشکر میں مقدم الجیش کی حیثیت سے شامل ہوکر نکل کھڑے ہوئے، اس وقت ان کے ہمراہ ان کا بیٹا عمرو بھی تھا۔

یمامہ کی طرف روانگی کے سلسلے میں ابھی وہ راستہ ہی میں تھے کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ اپنے ساتھیوں سے انہوں نے کہا: ''میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ میں اس کی تعبیر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔''

ساتھیوں نے دریافت کیا: آپ نے خواب میں کیا دیکھا؟ فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر مونڈ دیا گیا ہے اور ایک پرندہ میرے منہ سے نکل کر اڑ گیا ہے اور ایک عورت نے مجھے اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے، میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرا بیٹا عمرو بھی تیزی سے بھاگتا ہوا میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے، لیکن میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہوگئی ہے۔''

تمام ساتھیوں نے کہا: خواب تو اچھا ہے۔ انہوں نے کہا: بخدا میں نے اس کی ایک تعبیر کی ہے۔ سر منڈانے سے یہ مراد ہے کہ میرا سر کاٹ دیا جائے گا۔ پرندہ جو میرے منہ سے نکل کر اڑ گیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ میری روح پرواز کر جائے گی اور وہ عورت جس نے مجھے اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے، زمین ہے جو کھودی جائے گی اور مجھے اس میں دفن کر دیا جائے گا۔ میری دلی تمنا ہے کہ مجھے شہادت کا رتبہ نصیب ہو۔ رہا میرے بیٹے کا تیزی سے میرے پیچھے بھاگنا، تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ بھی میری طرح شہادت کی تلاش میں سرگرداں رہے گا جو میرا مقدر ہے، لیکن اسے شہادت کا مقام میرے بعد اس وقت ملے گا جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔

معرکہ یمامہ میں اس جلیل القدر صحابی حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کو بڑی کڑی آزمائشوں سے دو چار ہونا پڑا اور اس معرکہ میں لڑتے ہوئے اور طرح طرح کی آزمائشوں سے گزرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمانے کی سعادت حاصل کی اور ان کا بیٹا عمرو بھی لگاتار دشمنوں سے برسرپیکار رہا، یہاں تک کہ زخموں نے اسے چور کر دیا اور یہ اس طرح

ارض یمامہ میں اپنے باپ کو اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ چھوٹ کر مدینہ لوٹ آیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، دستر خوان بچھا۔ اس وقت متعدد لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سب کو کھانے کی دعوت دی۔ حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ ایک طرف الگ ہو کر بیٹھے رہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا بات ہے؟ ایسا تو نہیں ہے کہ آپ اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے شرم محسوس کر رہے ہیں۔

جواب دیا: امیر المومنین! بالکل یہی بات ہے۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! اس وقت آپ کے علاوہ کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ اس سے پہلے جنت میں پہنچ جائے، یعنی ان کا وہ ہاتھ جو کٹ کر ان سے پہلے جنت میں پہنچ چکا ہے۔

حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ کو شہادت سے فیضیاب ہونے کا خواب اسی وقت نظر آنے لگا جب یہ اپنے باپ سے جدا ہوگئے تھے۔ غزوۂ یرموک نے ان کے خواب کو پورا کر دیا۔ دیگر مجاہدین کے ساتھ یہ جہاد میں کود پڑے اور دشمنوں سے لڑتے ہوئے، اس جام شہادت کو نوش فرمایا جس کی ان کے والد نے تمنا کی تھی۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو۔ یہ خود بھی شہید ہوئے اور ایک شہید کے باپ ہونے کا انہیں شرف بھی حاصل ہوا۔

☆☆..........................☆☆

بچوں سے پہلے والدین پر توجہ دینے کی ضرورت

(۳/دسمبر ۲۰۲۲ء جامعہ الخیر، جوہر ٹاؤن، لاہور کی سالانہ تقریبِ دستار بندی سے خطاب)

بعد الحمد والصلوٰۃ! برادرم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور جامعہ الخیر کا شکر گزار ہوں کہ آج کی اس تقریب میں آپ بزرگوں اور دوستوں سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ یہ تقریب قرآنِ کریم حفظ کرنے والے بچوں کی دستار بندی کی تقریب ہے اور ہم ان بچوں کی اس خوشی میں شریک ہیں، اللہ تعالیٰ ان بچوں کو دنیا و آخرت کی سعادتیں نصیب فرمائیں۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اپنے خطاب میں تمام والدین کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ نئی نسل کی بے راہ روی اور گمراہی کے امکانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے کہ اولاد کو صحیح رخ پر رکھنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، آگے اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنانا ماں باپ کا کام ہے۔ یعنی اپنے بچوں کو عقیدہ، تربیت، تعلیم اور دیگر حوالوں سے کوئی رخ دینا ماں باپ کی ذمہ داری ہے، وہ اسے جیسا ماحول مہیا کریں گے وہ اسی سانچہ میں ڈھل جائیں گے۔

یہ بات بالکل درست ہے مگر اس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بچوں کے لیے ماں باپ کو فکر مند کرنا بھی مستقل کام ہے، اس لیے کہ وہ اگر اس کا احساس نہیں کریں گے اور ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے بچوں کی فکر کرنے سے پہلے ماں باپ کا فکر کرنا ہوگا تاکہ انہیں اس ضرورت کا احساس ہو کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں گے تو وہ صحیح رہیں گے، ورنہ کسی غلط رخ پر چلے جانے کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ میں اس سلسلہ میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ۱۹۸۷ء یا ۱۹۸۸ء کی بات ہے کہ امریکا کے شہر نیویارک میں ایک پاکستانی فیملی نے میری کھانے کی دعوت کی اور حضرت والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اکرام سے نوازا۔ وہاں کچھ دوستوں نے بتایا تھا کہ ان صاحب کا جوان بیٹا ایک ایسی سوسائٹی کا حصہ ہے جس سے اس کے عیسائی ہو جانے کا خطرہ ہے، اس لیے آپ اسے سمجھائیں۔ میں نے ان صاحب کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کی فکر کریں تاکہ دوستوں کے خدشات کے مطابق وہ خدانخواستہ مذہبِ اسلام نہ چھوڑ دے۔ مگر ان صاحب نے بڑی بے پرواہی اور بے نیازی سے جواب دیا کہ اگر وہ عیسائی ہو جائے گا تو کیا فرق پڑے گا؟

میں ان کا یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا اور میرے ذہن میں اس وقت سے یہ بات جمی ہوئی ہے کہ اولاد اور بچوں کی فکر کرنے سے پہلے، بلکہ اس سے کہیں زیادہ ماں باپ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر سرے سے ان کے دل میں ہی دین کی اہمیت و ضرورت باقی نہیں رہے گی تو وہ اولاد اور بچوں کی فکر کیسے کریں گے؟ اس لیے میری گزارش ہے کہ نئی نسل کی طرف ضرور توجہ دیں مگر اس سے پہلے ماں باپ کو اپنی محنت کا ہدف بنائیں تاکہ وہ اپنی اولاد کو صحیح رخ پر ڈال سکیں۔

(مولانا زاہد الراشدی مدظلہ)

ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت نبی اور رسول سب سے بڑی خصوصیت اور امتیازی وصف آپ کا ’’خاتم النبیین‘‘ ہونا ہے، یعنی نبوت کا سلسلہ آپ کی ذات اقدس پر ختم ہو چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئے گا اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر کی آمد یا تو اس لیے ہوتی ہے کہ پہلے پیغمبر کے ذریعہ انسانیت کو جو تعلیم حاصل ہوئی وہ محفوظ نہ رہے اور اس میں ملاوٹ اور آمیزش ہو جائے یا اس لیے کہ پہلے پیغمبر کی شریعت میں جو احکام نازل ہوئے ہوں، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تبدیلی یا کمی بیشی عمل میں آنے والی ہو، عام طور پر ان ہی دو اسباب کے تحت ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر کی آمد ہوتی ہے، پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب الٰہی پوری طرح محفوظ و موجود ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے: ’’اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ۔‘‘ (الحجر:9)

اور جہاں تک شریعت اسلامی میں ترمیم و تغیر کی بات ہے تو شریعت پایۂ کمال کو پہنچ چکی ہے اور احکام شرعیہ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کی جو نعمت ہدایت انسانیت کو عطا کی جانی تھی، وہ تمام ہو چکی ہے: ’’اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِیناً۔‘‘ (المائدہ:3)

یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ یہ شریعت آخری شریعت ہے، اب اس میں کسی قسم کی ترمیم اور اضافہ و کمی کی گنجائش نہیں۔

اس لیے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی نہ ضرورت باقی رہی اور نہ اس کی گنجائش ہے، اس لیے خود قرآن مجید نے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ اعلان کر دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں: ’’وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ۔‘‘ (الاحزاب:40) قرآن کریم کے اس صریح اور واضح اعلان کی مزید تائید و تشریح احادیث نبویہ سے ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل میں انبیا قیادت و انتظام کا فریضہ انجام دیتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو اس کے بعد دوسرا نبی آ جاتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے: ’’انہ لا نبی بعدی، وسیکون خلفاء‘‘ (بخاری، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا ایک ارشاد مروی ہے کہ مجھے انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ اس میں ایک خصوصیت آپ نے یہ ذکر فرمائی کہ سلسلۂ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا ہے: ’’وختم بی النبیون‘‘ (مسلم) ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا، اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی: ’’ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت، فلا رسول ولا نبی‘‘ (ترمذی، باب ذہاب النبوۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جو نبوت کے دعویدار ہوں گے، حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آ سکتا۔ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

آخری نبی ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام ’’عاقب‘‘ ہے، عاقب کے معنی ’’بعد میں آنے والے‘‘ کے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا: ’’انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی‘‘ (ترمذی، باب اسماء النبی) ہر نبی کے ساتھ ظاہر ہے کہ اس کی اُمت بھی ہوتی ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو: ’’انا اخر الانبیاء، وانتم آخر الامم۔‘‘ (ابن ماجہ، باب الدجال) ایک حدیث میں یہ بات بھی

ارشاد فرمائی کہ میری مسجد نبوت سے نسبت رکھنے والی آخر مسجد ہوگی:

’’ان مسجدی آخر المساجد‘‘

(مسلم، باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلۂ نبوت کے اختتام کو بڑی عمدہ مثال سے سمجھایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے گھر تعمیر کیا، خوب عمدہ اور نہایت خوب صورت، لیکن کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، لوگ آتے ہیں، اس کے حسن و جمال پر حیرت زدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہیں لگادی گئی؟ تو میں وہی ’’اینٹ‘‘ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری، باب خاتم النبیین)

گویا اللہ تعالیٰ نے بہترین انسانوں کا انتخاب کرکے ایک قصر نبوت تعمیر کیا، اس عظیم الشان محل میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی، جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے پُر ہوگئی، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر طرح کی نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی صاحب شریعت نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی ایسا نبی جو آپ کے تابع ہو اور آپ ہی کی شریعت کا متبع ہو، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اور ارشادات سے بھی واضح ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے:

’’لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب‘‘

(ترمذی، کتاب المناقب)

اسی طرح ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے مقابلہ میں ایسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ہارون علیہ السلام، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا: ’’الا انہ لانبی بعدی‘‘ (بخاری، کتاب فضائل الصحابہ) غور فرمایئے کہ اگر ذیلی اور غیر مستقل نبوت کی گنجائش آپ کے بعد باقی رہتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے کیوں نہ سرفراز کیے جاتے؟ حضرت ہارون علیہ السلام کوئی صاحب شریعت نبی نہیں تھے، بلکہ شریعت موسوی ہی کے متبع تھے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہارون علیہ السلام کی سی نبوت کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ناممکن قرار دیا، معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کو باقی مانتا ہو، تو وہ ایک ایسی گمراہی کی بات کرتا ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی اور گمراہی نہیں ہوسکتی۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا اس بات پر اجماع و اتفاق تھا کہ آپ کی ذات پر سلسلۂ نبوت ختم ہوچکا ہے، چناں چہ جب مسیلمۂ کذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہوئے اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کیا تو صحابہ نے بالاتفاق اسے مرتد قرار دیا، اس سے جنگ کی گئی اور بال آخر وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا، اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوے دار ہو اور کوئی مسلمان اس سے معجزہ اور نبوت کی علامت طلب کرے تو یہ مطالبہ ہی اس کو ایمان سے محروم کر دے گا، کیوں کہ گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو ممکن تصور کیا۔

دراصل آپ کی بعثت تمام انسانیت کے لیے ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے: ’’وَمَا اَرسَلنَاکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاس۔‘‘ (سباء:28:) تمام لوگوں میں قیامت تک آنے والے انسان داخل ہیں، گویا یہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ کی

ختم نبوت کانفرنس، سنجر چانگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ۱۸ رنومبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء سنجر چانگ ضلع ٹنڈو الٰہیار میں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، سرپرستی حضرت مولانا مفتی عرفان کی اور صدارت مولانا راشد محبوب نے فرمائی۔ ہدیہ نعت محترم جناب حافظ وسیم نواز نے پیش کیا۔ حافظ وسیم نواز کی دلنواز آواز نے سامعین کو گرمادیا، ان کے بعد مولانا ابرار شریف مبلغ ختم نبوت حیدرآباد نے بیان کیا۔ اسٹیج سیکریٹری مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت میرپور خاص تھے۔ مجمع خوب تھا، مدرسہ خاتم النبیین سنجر چانگ کے منتظم قاری بلال نے اس پروگرام کے لئے خوب محنت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی مدظلہ نے تفصیل سے خطاب کیا۔ ان کے بعد مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے بیان کیا، حضرت نے فتنۂ قادیانیت کی سنگینی پر بیان کیا۔ یہ علاقہ ایک عرصہ تک قادیانیوں کے زیر اثر رہا ہے، اس لئے استاذ جی نے مرزا قادیانی کا خوب آپریشن کیا۔ یاد رہے کہ یہ علاقہ قادیانی اسٹیٹ بشیر آباد کے نام سے موسوم ہے۔ اس علاقہ میں پہلی ختم نبوت کانفرنس ۲۰۱۱ء میں ہوئی، اس کے بعد سے الحمدللہ! ہر سال کانفرنس ہوتی ہے۔ کانفرنس کے خصوصی مہمانوں کے لئے مولانا مفتی ذوالفقار صاحب کی طرف سے ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ آخر میں قاری کامران احمد کا بیان ہوا اور مولانا راشد محبوب صاحب کی دعا سے اختتام ہوا۔

نبوت قیامت تک کے لیے ہے، جب آپ کا دائرہ نبوت قیامت تک وسیع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت محفوظ ہے اور آپ کی شریعت میں کسی نسخ اور تبدیلی واضافہ کا امکان نہیں تو ظاہر ہے کہ آپ کے بعد کسی پیغمبر کی بعثت کے کوئی معنی نہیں، اگر آپ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو ضروری تھا کہ جیسے ہر پیغمبر نے بعد میں آنے والے پیغمبر کے بارے میں اطلاع دی اور اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی، آپ بھی اس کا اعلان فرماتے، لیکن یہی نہیں کہ آپ نے آئندہ کسی نبی کی پیشینگوئی نہیں فرمائی، بلکہ یہ بھی اعلان فرما دیا اور اس کو بار بار واضح کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

بدقسمتی سے انگریزوں کے تسلط کے دور میں پنجاب کی سرزمین سے حکومت وقت کی شہ پر ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس کے غلامانہ مزاج ومذاق کا حال یہ تھا کہ خود ہی اپنے آپ کو حکومت انگلشیہ کا خودکاشتہ پودا کہا کرتا تھا اور حکم رانوں کی چوکھٹ پر جبین سائی سے اسے ذرا بھی عار نہ تھی، بدقسمتی سے آج تک یہ گم راہ فرقہ موجود ہے اور وہ ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان کو نبوت محمدی کے سایہ سے محروم کرنا چاہتا ہے، یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں اور یہ ایسی گم راہی ہے جس سے بڑھ کر کوئی گم راہی نہیں، اگر اس دنیا میں اعتقاد وعمل کی نجاستیں محسوس پیکر میں ڈھل سکتیں اور اس کو محسوس کیا جاسکتا ہے تو یہ ایسی بات ہوتی کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جاتا تو وہ بھی متعفن ہوجاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت امت کے لیے ایک بڑی رحمت ہے، یہ اس امت کی عالمگیریت، اس کی وحدت، اپنے عقیدہ پر جماؤ اور استقامت اور اعتقادی انتشار اور فرقہ بندیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، کیوں کہ اگر سلسلۂ نبوت باقی ہوتو ہمیشہ ایک نئے نبی کا انتظار ہوگا او راپنے عقیدہ پر استقامت نہ ہوگی، پھر جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اس کے سچے اور جھوٹے ہونے کو جانچنا اور پرکھنا خود ایک امتحان ہے، کیوں کہ حقیقی نبی کا انکار بھی کفر ہے اور جھوٹے نبی پر ایمان لانا بھی کفر، اس لیے جب بھی کوئی نبی آئے گا تو کچھ اس پر ایمان لانے والے ہوں گے اور کچھ اس کے منکر ہوں گے، ظاہر ہے کہ اس سے فرقہ بندیاں جنم لیں گی، اس لیے ختم نبوت مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے اور اعدائے اسلام چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ کو اس عظیم نعمت سے محروم کردیں، لیکن وہ کبھی اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو اور خاص کر دیہات اور قریہ جات کے مسلمانوں کو ختم نبوت کی حقیقت سے واقف کرایا جائے، تاکہ وہ بکرے کی کھال میں آنے والے بھیڑیوں کو پہچان سکیں او راپنی حفاظت کرسکیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایمان اور کفر کی اساس اور ہدایت وگمراہی کے درمیان خط فاصل ہے: ’’رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا‘‘

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، کنری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ۱۷/نومبر ۲۰۲۲ء بعد نماز عشاء بخاری چوک کنری میں ۷ ۴ ویں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، عصر کے بعد قافلے آنے شروع ہوگئے عمرکوٹ، تھرپارکر، ٹالہی، کوٹ غلام محمد چھور، کھوکھراپار اور کنری کے مضافات اور شہر کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز عشاء کے متصل بعد ہوا، تلاوت قرآن قاری عبید نے کی اور ہدیہ نعت محترم جناب حافظ وسیم نواز بہاولپوری نے پیش کیا، پہلا بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھرپارکر کے مبلغ مولانا حنیف سیّال کا ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے خطاب فرمایا۔ حضرت نے تفصیل سے لوگوں کو سمجھایا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور آپ نے قادیانیت کی وجہ کفر اور کفر کی اقسام بیان کیں اور قادیانی فتنے کا پردہ چاک کیا۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول اور آپ کی حیات طیبہ پر تفصیلی گفتگو کی۔ آپ کا انداز اگرچہ مناظرانہ تھا لیکن سامعین ایسے جم کر بیٹھے جیسے ساری رات سننے کے لئے تیار ہوں۔ ان کے بعد وادیٔ مہران کے عظیم خطیب حضرت مولانا عیسیٰ سموں نے سندھی میں بیان فرمایا اور قادیانی فتنے کی شرانگیزیاں بیان کیں۔ آخر میں حضرت مولانا عبدالحنان صدیقی نے خطاب کیا اور لوگوں سے قادیانی لوگوں اور ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے انتظامیہ اور خصوصی طور پر علاقے بھر کے علماء کرام اور تمام حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کیا اور دعا حضرت مولانا مفتی الطاف حسین نے کرائی۔

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

مولانا سعد کامران

سب سے پہلے نبیوں کی پیشگوئیوں کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللّٰہ عزیز ذوانتقام“

(الابراہیم:۴۷)

ترجمہ:”اللہ کے بارے میں ہرگز بھی یہ خیال دل میں نہ لانا کہ اس نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کررکھا ہے، اس کی خلاف ورزی کرے گا۔یقین رکھو اللہ اپنے اقتدار میں سب سے پر غالب ہے اور انتقام لینے والا ہے۔“

جو شخص آئندہ کی کسی بات کی خبر دے اس کے متعلق دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں:

۱:...آئندہ کی خبر دینے والے نے فطرتی حالات کو دیکھتے ہوئے محض قیاس آرائی کی ہے۔

۲:...آئندہ کی خبر دینے والے نے براہِ راست یا بالواسطہ اللہ سے اطلاع پاکر خبر دی ہے۔لیکن جو اللہ سے الہام پاکر آئندہ کی خبر دیتا ہے،اس کی ایک بھی خبر یا پیشگوئی غلط ثابت نہیں ہوسکتی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو وعدہ اپنے پیغمبروں سے کرلیں، اس کے بعد ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ وہ وعدہ پورا نہ کریں اور یہ بات قادیانیوں کے پیشوا مرزا صاحب نے بھی تسلیم کی ہے۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئیوں میں تخلف ہو۔“ (چشمۂ معرفت،ص:۸۳ مندرجہ روحانی خزائن،ج:۲۳،ص:۹۱)

ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔“ (کشتی نوح،ص:۵، روحانی خزائن، ج:۱۹،ص:۵)

اوپر دیئے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ یہ تو ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جو درحقیقت اللہ سے الہام یا وحی پاکر خبر نہ دے اور اس کی پیشگوئی کبھی صحیح بھی ثابت ہوجائے، لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے کسی نبی، رسول یا اللہ سے براہِ راست الہام پانے والے کی ایک بھی خبر یا پیشگوئی غلط ثابت ہوجائے۔ اس بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر ہے۔“ (تریاق القلوب،ص:۱۰۷،مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۵،ص:۳۸۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”پیشگوئی کا باطل ہونا مذہب کو باطل کردیتا ہے۔“ (مسیح ہندوستان میں،ص:۸۲، مندرجہ روحانی خزائن،ج:۱۵،ص:۸۴)

ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔“ (استفتاء،ص:۳، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۲، ص:۱۱)

ان سب باتوں سے قطع نظر مرزا صاحب اپنے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۸۸، مندرجہ روحانی خزائن،ج:۵،ص:۲۸۸)

مرزا صاحب کی ان تحریرات سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو سچا یا جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ان کی پیشگوئیوں سے بڑی کوئی دلیل نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوجاتی ہیں تو مرزا صاحب اپنے ہی بنائے ہوئے اصول کے مطابق ’کذاب‘ ثابت ہوجاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر۱: مصلح موعود کی پیشگوئی:

مرزا صاحب کو پیشگوئیاں کرنے کا بہت شوق تھا اور مرزا صاحب پیشگوئیاں کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔

مرزا صاحب کی بیوی نصرت جہاں ۱۸۸۶ء میں حاملہ تھی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے یہ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ اس موقع پر بھی ایک پیشگوئی ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو کی جو کہ درج ذیل ہے:

”خدائے رحیم وکریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے، مجھ کو اپنے الہام سے فرمایا ہے کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ خدا نے کہا کہ تا کہ دین اسلام کا شرف کلام، اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوتا کہ لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں تا کہ وہ یقین دلائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا کہ انہیں جو خدا، خدا کے دین، اس کی کتاب، اس کے رسول کو انکار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے، ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، وہ تیرے ہی تخم تیری ہی ذریت سے ہوگا، خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے، اس کا نام بشیر بھی ہے، مبارک وہ ہے جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا، علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا، وہ شنبہ ہے مبارک دوشنبہ گرامی ارجمند ”مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء“ وہ جلد جلد بڑھے گا، اسیروں کی رستگاری کا باعث ہوگا قومیں اس سے برکت پائیں گی۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۹۵ جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۰،۱۰۱، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن)، (تذکرہ:ص:۱۰۹تا۱۱۱، جدید ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے جس زور و شور سے اس حمل سے بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کی اور اس الہام کو اللہ تعالیٰ کے قادر وتوانا ہونے کی زبردست دلیل مانا گیا۔ اگر مرزا صاحب کا یہ الہام سچا ہوتا اور اللہ کی طرف سے ہوتا تو ضرور بالضرور اس حمل سے مرزا صاحب کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا جو مصلح موعود ہوتا لیکن قادیانیوں کے لئے ہائے افسوس کہ مرزا صاحب کی بیوی کے ہاں اس حمل سے بیٹا پیدا نہیں ہوا بلکہ بیٹی پیدا ہوئی۔

اس پر مزید افسوس اس بات کا ہے کہ اس بیٹی کی پیدائش کے بعد مرزا صاحب کے ہاں کوئی اور ایسی اولاد پیدا نہیں ہوئی جسے مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا ہوا اور وہ زندہ رہا ہو، یا خود مرزا صاحب نے اس کے مصلح موعود نہ ہونے کا عملاً یا قولاً اقرار نہ کیا ہو۔

پھر جب مرزا صاحب پر اعتراض شروع ہوئے کہ مرزا صاحب تو کذاب ہیں اور مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے، تو مرزا صاحب نے ان اعتراضات کے جوابات دیئے جو کہ درج ذیل ہیں:

”کوئی اس معترض سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱ ص:۱۱۳، دو جلدوں والا جدید ایڈیشن اشتہار، ستمبر ۱۸۸۶ء)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۳۱، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن اشتہار، ستمبر ۱۸۸۶ء)

پھر جب معاملہ حد سے بڑھ گیا اور جن مریدوں کو مرزا صاحب نے نجی مجالس کے اندر بڑے زور وشور سے بتایا ہوا تھا کہ اسی حمل سے وہ مصلح موعود پیدا ہوگا جس کی وجہ سے اللہ کی قدرت ظاہر ہوگی، ان مریدوں نے بھی مرزا صاحب پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے اور مرزا صاحب کو کذاب کہنا شروع کر دیا تو مرزا صاحب نے ایک اور پینترا بدلا اور اس الہام کے سمجھنے کو اپنی اجتہادی غلطی قرار دیا اور ساتھ ہی تمام انبیاء پر الزام لگا دیا کہ نعوذ باللہ! ہر نبی سے الہام سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔

مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”خدا کا کوئی الہام نہیں تھا کہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور کوئی اجتہاداً خیال اگر ہو تو اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو نبی کے الہام کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں۔ میری طرف سے کبھی کوئی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی کہ لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا، رہا اجتہاد تو میں خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا، جس نے اجتہادی غلط نہیں کی۔“ (تتمہ حقیقت الوحی، ص:۱۳۵، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۵۷۳)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الہام تو نہیں لیکن اجتہاد ضرور کہا گیا تھا کہ مصلح موعود اسی حمل سے پیدا ہوگا۔ لیکن مرزا صاحب کا اجتہاد بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ لیکن کیا کریں کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

”میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جو کچھ کہتا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔“ (اربعین نمبر ۳، ص:۷۳، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۲۶)

پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو الہام کرنے والا شیطان تھا، جس کے الہام جھوٹے ثابت ہورہے تھے۔ مرزا صاحب نے یکے بعد دیگرے کئی اشتہارات اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے شائع کروائے، لیکن ان میں بھی مرزا صاحب کذاب ثابت ہوئے۔

آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں:

۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار شائع کروایا جس میں واضح لکھا تھا:

”آج ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے، جو مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ اس الہام سے ظاہر ہے کہ ایک لڑکا بھی ہونے والا یا بالضرور اس کے قریب حمل سے۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۱، جدید ایڈیشن، دو جلدوں والا، اشتہار ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۱۷، پرانا ایڈیشن، تین جلدوں والا، اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء)

مرزا صاحب کے اشتہار کی مزید تشریح ۷/ اگست ۱۸۸۷ء کے اشتہار سے ہوتی ہے۔ اس میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

”اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی کہ اگر وہ موجودہ حمل سے پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے، ضرور پیدا ہو جائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۲۲، جدید ایڈیشن دو جلدوں والا، اشتہار ۷/اگست ۱۸۸۷ء)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۴۱، پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا، اشتہار ۷/اگست ۱۸۸۷ء)

ان تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک پہلے حمل کی مدت پہلی پیدائش تک ہی تھی، لیکن اس پیدائش سے وہ لڑکا پیدا نہ ہوسکا۔ اس لئے اس کے بعد مرزا صاحب نے ایک اور پینترا بدلتے ہوئے لکھا:

”حمل کی مدت اڑھائی سال یا ۹ سال ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۲، جدید ایڈیشن دو جلدوں والا، اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۱۷، پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا، اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء)، (سرمہ چشم آریہ، ص:۳، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۲، ص:۳۱۷)، (تذکرہ، ص:۱۱۴، جدید ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

ہمارے قارئین تو حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب کیسے انسان تھے؟ جو پہلے تو کہتے ہیں کہ مصلح موعود اسی حمل سے ہوگا، پھر کہتے ہیں کہ اس حمل سے یا اس کے قریب حمل سے مصلح موعود پیدا ہوگا، لیکن وہ مصلح موعود پہلے حمل سے پیدا نہ ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی، اس طرح مرزا صاحب کذاب تو ثابت ہو گئے۔

لیکن مرزا صاحب چونکہ کہتے ہیں کہ اس حمل کی مدت اڑھائی سال یا ۹ سال ہے، لیکن ۹ سال کے بعد بھی وہ ”مصلح موعود“ پیدا نہ ہوسکا، بلکہ ۱۳ سال بعد پیدا ہونے والے لڑکے مبارک احمد کو مرزا صاحب نے اپنی ۱۸۸۶ء میں کی گئی ”مصلح موعود“ کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا۔ (تریاق القلوب ص:۴۳، روحانی خزائن ج:۱۵، ص:۲۲۱، تذکرہ ص:۲۷۸، جدید ایڈیشن ۲۰۰۴)

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ ”مصلح موعود“ کا کیا بنا؟ مبارک احمد جس کو مرزا صاحب نے ”مصلح موعود“ قرار دیا تھا، وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا بلکہ ۹ سال سے بھی کم عمر میں مرزا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہوگیا اور مرزا صاحب اس کے غم کی سینہ کوبی کرتے رہے۔ (مجموعہ اشتہارات، ج:۲، ص:۷۱۶، نومبر ۱۹۰۷ء جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۳، ص:۵۸۶، اشتہار ۵/ نومبر ۱۹۰۷ء پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا)

لیجئے واضح ہوگیا کہ مرزا صاحب کے الہامات اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۲:

تیسری شادی کی پیشگوئی:

لیجئے مرزا صاحب کی ایک اور جھوٹی پیشگوئی پیش خدمت ہے۔

مرزا صاحب نے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کو اپنی تیسری شادی کی پیشگوئی کی جو کہ درج ذیل ہے: ”خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارکہ میں سے جن کو تو بعض کو اس (اشتہار) کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۹۶، جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۲، پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا)

(یاد رہے کہ اس وقت مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور مرزا صاحب اس اشتہار میں تیسری شادی کی پیشگوئی کررہے ہیں)۔

اسی طرح کا ایک اور اشتہار مرزا صاحب نے شائع کیا، جو کہ درج ذیل ہے:

’’اس عاجز نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱ ص:۱۳۳، اشتہار ستمبر ۱۸۸۶ء جدید ایڈیشن دوجلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:۰ ص:۱۳۰، اشتہار ستمبر ۱۸۸۶ء پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا)، (سرمہ چشم آریہ ص:۴، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۲ ص:۳۱۸)

مرزا صاحب کے ان اشتہارات سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

۱:... ۱۸۸۶ء تک مرزا صاحب کی دو شادیاں ہوچکی تھیں۔

۲:... مرزا صاحب نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ۱۸۸۶ء کے بعد تیری تیسری شادی ہوگی۔

۳:... مرزا صاحب نے کہا کہ مجھے اللہ نے کہا ہے کہ ۱۸۸۶ء کے بعد جب تیری تیسری شادی ہوگی تو اس سے تیری اولاد بھی ہوگی۔

نتیجہ: معزز قارئین! مرزا صاحب کے ماننے والوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ۱۸۸۶ء کے بعد مرزا صاحب کی تیسری شادی نہیں ہوسکی۔

اس طرح مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی اور قانون یہ ہے کہ جھوٹا انسان نبی نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کو الہام شیطان کی طرف سے ہوتے تھے جو جھوٹے ثابت ہوئے کیونکہ اگر یہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا تو ضرور بالضرور سچا ثابت ہوتا۔

(نوٹ: مرزا صاحب کی تیسری شادی یا ۱۸۸۶ء کے بعد شادی ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا)۔

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۳:

پانچویں بیٹے کی پیشگوئی:

معزز قارئین! ۱۹۰۳ء میں مرزا صاحب کی بیوی ’’نصرت جہاں‘‘ حاملہ تھی۔ اس وقت مرزا صاحب کے چار بیٹے پیدا ہوچکے تھے۔ مرزا صاحب نے اس دوران ایک پیشگوئی کی، اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچویں بیٹے کی بشارت دی ہے، پیشگوئی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

’’الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وبشرنی من الخامس۔‘‘

’’سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے دیئے اور پانچویں کی بشارت دی۔‘‘ (مواہب الرحمن، ص:۱۳۹، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۳۶۰)، (تذکرہ، ص:۴۷۸، جدید ایڈیشن ۲۰۰۴ء)

قادیانیوں کے لئے ہائے افسوس کہ ان کے جھوٹے پیشوا مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اور اس حمل سے مرزا صاحب کی بیوی ’’نصرت جہاں‘‘ کے ہاں ۲۸؍ جنوری ۱۹۰۳ء کو لڑکا پیدا نہیں ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی، جو چند ماہ زندہ رہ کر فوت ہوگئی اور اس پر مزید ستم یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی وفات تک مرزا صاحب کا کوئی اور لڑکا پیدا نہیں ہوا، بلکہ مرزا صاحب کے چار لڑکے ہی تھے، لیکن مرزا صاحب چونکہ حد درجہ کا مکار اور کذاب انسان تھا، چنانچہ مرزا صاحب نے دیکھا کہ یہ پیشگوئی تو پوری نہیں ہوئی اب کیا کروں۔ اسی شش و پنج میں تین سال اور چھ ماہ گزر گئے اور مرزا صاحب کے گھر کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ اس پیشگوئی کے تین سال اور چھ ماہ بعد مرزا صاحب کے بیٹے محمود کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو مرزا صاحب نے کمال بددیانتی اور مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا کہ لیجئے ساڑھے چار سال بعد میری پانچویں لڑکے والی پیشگوئی پوری ہوئی۔

مرزا صاحب کے الفاظ درج ذیل ہیں:

’’قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام نصیر الدین احمد رکھا گیا، سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار سال بعد پوری ہوئی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، ص:۲۱۹، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۲۲ ص:۲۲۹)

معزز قارئین آپ نے مرزا صاحب کی بددیانتی ملاحظہ فرمائی کہ مرزا صاحب نے اپنی جھوٹی پیشگوئی کو سچا کرنے کے لئے اپنے پوتے کو اپنا پانچواں بیٹا بنالیا، حالانکہ مرزا صاحب کے کئی پوتے ہیں اور پیشگوئی میں صاف انداز میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچویں لڑکے کی خوشخبری دی ہے، اس طرح مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی۔

(نوٹ: مرزا صاحب کے چار ہی لڑکے تھے، پانچواں لڑکا مرزا صاحب کی موت تک پیدا نہیں ہوسکا۔ مرزا صاحب کا پانچواں لڑکا ثابت کرنے والے مرزائی کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا)۔

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

مولانا سعد کامران

سوال: حسب ذیل مسائل کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد سے آگاہ فرما دیں۔

۱۔کیا امام مہدی آخرالزمان حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہوں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟احادیث نبویہ کی روشنی میں حضرت مہدی کے امام حسینؓ یا امام حسنؓ کی اولاد سے ہونا بیان فرماویں۔

۲۔حضرت مہدی کب اور کہاں پیدا ہوں گے۔ ان کا اسم مبارک اور ان کے والدین کے اسم مبارک، ان کے بارہ میں آوازِ غیب اور مختصر حالات مہدی وحضرت عیسیٰ علیہ السلام تحریر فرماویں۔

۳۔نازل ہونے والے حضرت عیسیٰؑ سے عیسیٰؑ ابن مریم مراد ہیں یا کوئی اور عیسیٰؑ؟ کیونکہ آج کل کئی مسیح موعود بنے پھرتے ہیں۔ (المستفتی: امیر حسین،سرگودھا شہر)

جواب: وباﷲالتوفیق!

۱:......حضرت مہدیؓ کا فاطمی اور خاندانِ رسول میں سے ہونا احادیث قویہ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اکثر روایات میں حضرت مہدی کے بارہ میں رَجل مِنْ اَھْلِ بَیْتِی (میری اولاد میں سے ہوگا) کے الفاظ موجود ہیں۔ ترمذی شریف جلد دوئم صفحہ ۴۶ میں متعدد روایات ہیں۔ نیز ابوداؤد کی روایت میں عن سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی،حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو من عترتی من اولاد فاطمة (مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰، بروایت ابوداؤد شریف) یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت مہدی نسباً سیداورفاطمہ الزہرا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ’’اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ‘‘میں تحریر فرمایا ہے کہ اس بارہ جومتعدد روایات وارد ہوئی ہیں وہ معناً حدتواتر کو پہنچ چکی ہیں۔حضرت مہدی علیہ السلام والدہ ماجدہ اوروالد ماجد دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ والدین میں سے ایک سلسلہ حضرت امام حسنؓ اورایک حضرت امام حسینؓ سے ہوگا۔ جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی ہیثمیؒ نے بھی یہی تصریح فرمائی ہے۔

۲:......(حضرت امام مہدیؓ کے اجمالی حالات) حضرت مہدیؓ کے علاماتِ ظہور ان کے حالات،شکل و شباہت اور شمائل و عادات احادیث نبویہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے علاماتِ قیامت کے ضمن میں ان چیزوں کومفصل اور یکجا جمع کیا ہے۔اس رسالہ کی بنیاد آیاتِ قرآنیہ اور مستند احادیث نبویہ پر ہے۔ یہاں ان کے رسالہ ’’علاماتِ قیامت‘‘ سے اجمالاً مختصر حالات نقل کئے جاتے ہیں:’’حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامات یہ ہوں گی کہ اس سے قبل ماہِ رمضان میں چانداور سورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی ھذا خلیفة اللہ مھدی فاستمعوله واطیعوا (یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنواور مانو)۔اس آواز کواس جگہ تمام خاص وعام سُن لیں گے حضرت امام سیداور اولادِ فاطمہ سے ہوں گے۔آپ کا قد وقامت ودرے لمبا چُست،رنگ کھلا ہوااور چہرہ پیغمبر خدا سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا سے مشابہت رکھتے ہوں گے۔آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی،خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام،عراق اور یمن کے اولیاء کرام اور ابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہاء آدمی آپ کی افواج میں داخل ہوجائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جس کو تاج الکعبة کہتے ہیں نکال کر آسمانوں میں تقسیم فرمائیں گے (آگے مفصل حالات ہیں) یہاں تک کہ دجال کے دمشق پہنچنے سے قبل حضرت امام مہدی آچکے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔لوگ نماز کی تیاری میں ہوں

گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے سے جلوہ افراز ہوکر آواز دیں گے کہ سُلَّم (سیڑھی) لے آؤ! پس سیڑھی حاضر کی جائے گی، آپ اس کے ذریعہ سے فروکش ہوکر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع، خوش خلقی کے ساتھ پیش آئیں گے۔ (صحیح مسلم وغیرہ) اور فرمائیں گے: یانبی اللہ! امامت کیجئے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو، کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے، پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اقتدا کریں گے (اس کے بعد دونوں اکٹھے ہوکر دجال کا مقابلہ اور کفر وضلالت کا استیصال کریں گے) تمام زمین امام مہدی کے عدل وانصاف کے چمکاروں سے منور اور روشن ہوجائے گی۔ ظلم وتشدد کی بیخ کنی ہوگی۔ آپ کی عمر انچاس سال ہوگی۔ بعد ازاں حضرت امام مہدی کا وصال ہوجائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرما دیں گے، اس کے بعد تمام چھوٹے چھوٹے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام چالیس سال رہے گا۔‘‘

یہ تمام حالات صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ تفصیل کے لئے شاہ رفیع الدینؒ کی ’علاماتِ قیامت‘ دیکھئے۔ واللہ اعلم!

۳:...... اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ بے شمار نصوصِ قطعیہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے، اس میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں۔ نزولِ عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارہ میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ علمائے کرام اور محدثین نے انہیں مستقل طور پر کتابوں میں جمع کیا ہے۔

حضرت علامہ العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس موضوع پر ’’عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام‘‘ اور ’’التصریح بما تواتر نزول المسیح‘‘ (مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) میں حیاتِ مسیح، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو محققانہ انداز میں ثابت کیا ہے کہ تمام روایات اور احادیث معناً تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ رہا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مراد ابن مریم ہیں یا کوئی اور عیسیٰ! تو اس بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث نزولِ عیسیٰ میں صرف ابن

بقیہ: آپ کے مسائل

س:...... نومبر 2022 میں ہمارا کچھ گھریلو باتوں پر آپس میں لڑائی جھگڑا ہوا، جس کے دوران شدید غصے اور طیش میں آکر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ’’میرے سامنے سے دفع ہوجاؤ، تمہارا تعلق حرام ہو۔‘‘ جبکہ دل ودماغ میں طلاق دینے کا کوئی ارادہ ونیت نہیں تھی تو کیا ان الفاظ کے ساتھ ایک طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

ج:...... تیسری بار بیوی سے جھگڑے کے دوران آپ نے کہا کہ: ’’میرے سامنے سے دفع ہوجاؤ، تمہارا تعلق حرام ہو۔‘‘ عرف میں بیوی سے تعلق حرام کرلینے کو طلاق ہی سمجھا جاتا ہے اور لوگ اس لفظ کو طلاق دینے کے لیے ہی استعمال کرتے ہیں، جبکہ یہ لفظ طلاق کنایہ میں سے ہے، لیکن عرف کی وجہ سے اس میں بھی بلا نیت ایک طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور نکاح ختم ہوجائے گا۔ اس صورت میں آپ کے لیے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہوگا، بشرطیکہ آپ نے پہلے ہی تین طلاق نہ دے دی ہوں۔

س:...... مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ کیا میں کفارے کے طور پر 60 مساکین کو کھانا کھلا کر اور اپنی بیوی سے تجدید نکاح کرکے نارمل زندگی گزار سکتا ہوں؟ کیا روزے بھی رکھنے ہوں گے؟ جواب سے راہنمائی فرمائیں، شکریہ۔

ج:...... کفارہ کے طور پر 60 مساکین کو کھانا کھلانا یہ شریعت کا ایک الگ حکم ہے جو صرف ’’ظہار‘‘ میں ہوتا ہے، طلاق میں نہیں۔ شریعت میں ’’ظہار‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ: کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہہ دے کہ ’’تم تو میری ماں یا بہن جیسی ہو۔‘‘ اس کا حکم یہ ہے کہ اس لفظ سے اگر اس کی نیت طلاق دینے کی نہ ہو تو طلاق نہیں ہوتی، لیکن بیوی کے پاس جانا حرام ہوجاتا ہے جب تک کہ کفارہ نہ ادا کردے اور اس کا کفارہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا اور اگر کسی میں اس کی ہمت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، اس کے بعد بیوی کے پاس جانا حلال ہوگا۔‘‘ واللہ اعلم بالصواب۔

مریم کہہ کر ان دجالین اور کذابین کی جڑ کاٹ دی ہے۔ ’عیسیٰ‘ کا لفظ اکثر روایات میں نہیں تاکہ کل کوئی دجال اس نام سے غلط فائدہ نہ لے سکے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشک من ان ینزل ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبل احد۔ (حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص ۴۷۹، بحوالہ مسلم وترمذی جلد ۲ ص ۴۶)

ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے رب کی، قریب ہے کہ مریم کا بیٹا تم میں اتریں جو عادل، منصف فیصلہ کرنے والے ہیں، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر کے کفار سے جزیہ قبول کرنے کے احکام صادر کر دیں گے۔ مال ودولت کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے:

”قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ متفق علیہ“

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰)

ترجمہ: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریمؑ تم میں نازل ہوں گے اور تمہارے امام (مہدی) تم ہی میں سے ہوں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: قال فینزل عیسیٰ بن مریم۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف)

ترجمہ: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی لارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم اناوعیسیٰ بن مریم من قبرٍ واحدٍ بین ابوبکر وعمر۔

(مشکوٰۃ باب نزولِ عیسیٰ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم زمین میں نازل ہوں گے، شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوگی اور ۴۵ سال تک ٹھہریں گے۔ پھر وفات پاکر میرے پہلو میں دفن ہوں گے، پھر قیامت کے دن مَیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکٹھے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھیں گے۔

اس کے علاوہ کئی احادیث ہیں جن میں ابن مریم (مریم کے بیٹے) کی تصریح موجود ہے۔ اور نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں از اول تا آخر علامات بیان کی گئی ہیں۔ ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسیح موعود یا مہدی آخرالزمان ہونے کا دعویٰ کرے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان علامات سے ہٹ کر کوئی شخص مہدی یا نزول مسیح موعود یا دجال وغیرہ واقعات کے بارہ میں قیاس آرائیاں کرے تو اسے مجنوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دینی چاہیے۔

(ہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور، ۷؍جون ۱۹۶۳ء)

ذہنی وجود کا رابطہ

”اس کارگاہِ عمل اور عالمِ اسباب میں ہر شخص کا حصہ اس کے عمل سے باندھ دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وان لیس للانسان الا ماسعیٰ“ (النجم:39)

”اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یعنی کوئی نظامِ فکر وعمل بھی ہو، محض اپنے اصولوں اور ضابطوں کے اساسی تصورات کے ذہنی وجود سے کسی جماعت کو بقا ودوام اور افادیت کے شرف سے ہم کنار نہیں کرتا ہے، بلکہ جماعتی نشوونما، ترقی، ہمہ گیری، قبولِ عام اور بقائے دوام؛ عملی برتاؤ پر موقوف ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ... ذہنی وجود کا رابطہ اگر عمل سے نہیں ہوگا تو یہ ذہنی وجود برقرار نہیں رہے گا بلکہ بہت جلد اس پر موت طاری ہو جائے گی اور یہ ایک لاحاصل فلسفہ بن کر رہ جائے گا۔“ (”صحابہ کرامؓ کی انقلابی جماعت“ از مولانا عبدالصمد رحمانی)

انتخاب: مولوی محمد قاسم، کراچی

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 25 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	6600
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	200
15	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
16	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
17	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	250
18	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (دوجلدیں)	رسائل اکابرین	400
19	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	200
20	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ